
Gaylord
PAMPHLET BINDER
Syracuse, N. Y.
Stockton, Calif.

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے دیکھا مجکو تحقیق دیکھا اللہ کو

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تصنیف حضرت مجدد امجد ولی نعمت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Vali Allah, Shah

مسمّٰی بہ

Fuyūzu-l-Haramayn

فیوض الحرمین

معہ ترجمہ اردو

سعادت کونین

جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس ومطہر سے حضرت شاہ صاحب موصوف نے بموقع حج مبارک مختلف مسائل کو حل کیا اور تفصیل کے ساتھ اس رسالہ مین درج فرمایا جسکو عموی مکرم سید ظہیر الدین احمد عرف مولوی سید احمد صاحب ولی اللّٰہی مرحوم نے عرصہ ہوا طبع کیا تھا اب شائقین کے پے در پے مزید اصرار سے فقیر سید عبد الغنی جعفری ولی اللّٰہی نواسہ وجانشین حضرت شاہ صاحب ممدوح و

مالک مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی کلان محل

نے بتیاب پرنٹنگ ورکس چاندنی رتھ دہلی مین چھپوایا

بار دوم

قیمت مجلد

۸

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم انی احمدك واثنی علیك وابوء لك بالتقصیر
فی الحمد والثناء واستغفرك واستعین بك واعلم انه
لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعیننی غیرك فی الشدة
والرخاء واوجه وجهی الیك واسلم نفسی لك نسکی
وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شراکة
الشرکاء واعوذ بك من شرور نفسی ومن سیئات
اعمالی والح علیك فی سوال الهدایة لمحاسن الاخلاق
ومکارم الاعمال واعتقد انه لا یجیبنی من هذه
ولا یهدینی لهذه الا الذی فطرنی وفطر الارض
والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك
له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل
والانبیاء صلی الله علیه وعلیهم وعلی اله واصحابه
ما تواقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء
اما بعد فیقول العبد الضعیف فی الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی مین تیری حمد و ثنا کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری
حمد و ثنا مین قاصر ہون تجھسے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے
مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین
بخشتا اور بجز تیرے کوئی میری مدد نہین کرسکتا رنج و راحت
مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین
سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری عبادت اور میری زندگی
اور تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین پناہ چاہتا ہون تجھسے
اپنے نفس کی برائیون سے اور اپنے اعمال کی برائیون سے اور گڑگڑا کر تجھسے
سوال کرتا ہون کہ اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہین ان چیزون سے بچا اور بھلائیون کی ہدایت کرے سوا اسکے جسنے مجھے پیدا
کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین
وحدہ لا شریک ہے اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اسکے بندے اور رسول ہین سب
رسولون سے افضل اور سب نبیون سے اللہ کا درود ہو ان پر اور انکی آل و اصحاب پر جب تک
پیچھے رات دن اور جب تک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے اما بعد گنہگار ضعیف

بن عبد الرحيم الدهلوي عاملهما الله تعالى
بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم نعم الله تعالى
على ان وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوة
والسلام سنة ثلث واربعين والتي تليها من القرن
الثاني عشر واعظم من هذه النعمة بكثير ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنكرة
وزيارته زيارة بصيرة لا زيارة عمياء فتلك نعمة
اعظم عندي من جميع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلك المشاهد كما علمنيه ربي تبارك وتعالى
ولما استفدته من روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم
تذكرة لي وتبصرة لاخواني عسى ان يكون ذلك اداء
لبعض ما وجب علي من شكرها وسميت الرسالة
بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل و
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم فمن
تلك المشاهد انى رايت في المنام
جمعا غفيرا من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار والاوراد
قد ظهرت على قلوبهم الانوار وعلى
وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة
الوجود ويشتغلون بنوع من الفكر في سريان
الوجود ظهرت على قلوبهم خجالة واحجام في
جنب الحق القائم بتدبير العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلى وجوههم سواد وقحول فاحتج
الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد للآخرين
هذه الانوار والجمال علينا فنحن اهدى طريقة منكم

ابن عبد الرحیم دہلوی خدا تعالی دونون پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ اللہ تعالی کی نعمتون سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے
کہ اُس نے مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ سنہ ہجری الگیارہ سو تینتالیس مین اور اس نعمت سے
بدرجہا بڑی نعمت یہ ملی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت کے ساتھ ہوا
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی زیارت نہ اندھونکی سی زیارت سو میرے نزدیک
سب نعمتون سے بڑی یہ نعمت ہے مین نے چاہا کہ مین لکھ لون
ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے اللہ تبارک و تعالی نے معلوم کرائے ہین
اور جسطرح مجھے فائدے پہنچے ہین روحانیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اُنکو مین نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور
میرے بھائیون کے واسطے باعث بصیرت ہو اس سے
اُمید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام مین نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہے ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنیکی قوت اسی سے ہے
اُن مشاہدون سے **مشاہدۂ اول** مین نے خواب مین ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی انمین سے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا تھا
اُنکے دلون پر انوار اور چہرون پر تروتازگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی تھی
اور وہ وحدت الوجود کا عقیدہ نہین رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والونکا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود مین مشغول تھے انکے دلون پر
شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر عموماً اور نفسون کی خصوصاً حق ہے اُن کے
چہرے سیاہ اور منھ سوکھے ہوئے تھے پس دونو فریق
بحثتے ہین اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا انوار و جمال نظر
نہین آتا پس ہم تم سے بہتر طریقہ ہدایت پر ہین

وقال لي يا أهل وحدة الوجود أليس أن اضمحلال الوجودات
في الوجود الحق أمر حق مطابق للواقع
فعلمنا سرًا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما
كثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا إلى مشاجرتهم
فقسمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما يتهذب به النفس ومنها ما لا يتهذب
به النفس وذلك لأن الله تعالى خلق النفوس
باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم
الحقة إذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت وإذا
لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة
وإن كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست
هذه مشربكم وإنما مشربكم التوجه إلى الحقيقة
الجامعة بحسب تضرعات الملأ الأعلى أما أصحاب
الأنوار فإنهم إن جهلوا هذه المسئلة لكنهم لم
يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم
وصلحت وبلغت ما خلقت لأجله من الكمال
أما أصحاب وحدة الوجود فإنهم وإن أصابوا في
المسئلة لكنهم أخطأوا مشربهم من الحق لأنهم
لما سرحوا أفكارهم في مرعى السريان ضاع
من أيديهم التعظيم والمحبة والتنزيه التي عرفت
بها الملأ الأعلى ربها وورثتها من قوى الأفلاك
بحكم الفطرة وامتلأ العالم بمعرفتهم وما
ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لأجله فأنتم أيها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا کیا سب موجودات کی
ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہو جانی امر حق مطابق
واقع نہیں پس ہمیں وہ راز معلوم ہو گیا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انمیں تنازع بڑھ گیا تو انہوں نے مجھکو منصف
بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا پھر میں نے دونوں فرقوں میں منصف
بنا اور کہا کہ بعض علوم صادقہ ایسے ہیں جنسے نفس مہذب ہوتا ہے
اور بعضے ایسے ہیں جنسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے
کہ اللہ تعالی نے نفوس میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں
اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس میں
مستغرق ہو جائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے
اور جو اسمیں مستغرق نہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح
پاتا ہے سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم
دونوں سب کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب تو حضور حقیقت جامعہ
کی طرف متوجہ ہوتا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا
فرقہ اگرچہ اس مسئلے سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق
کو پہنچ گیا اور انکے نفس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال
کیواسطے پیدا ہوئے تھے اسکو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود والے
اگرچہ مسئلے کو پہنچ گئے پر اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہوں
نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا تعظیم و محبت و تنزیہ ہاتھ
سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث
ہوئے اس کے قوا افلاک بحکم فطرۃ پس عالم انکی معرفت سے
پر ہو گیا اور تم نہ وارث ہوئے اس کے پس انکے نفس مہذب نہوئے
اور نہ وہ اسکو پہنچے جس کے لئے پیدا کئے ہو اے وحدت
الوجود والے سریان الوجود فی العالم کے قائلو ظاہر کر دیا تمہارے
اس راز کو اس جزو نے جس کے لائق یہ علم نہیں

بهذا السر خبر وليس من شانه هذا العلم واما الجزء
الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ
لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهي
العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال
انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
مضطهدا لم تخلفه النشأة المتراكمة ففهموا
هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من
الاسرار التي اختصني بها احكم بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي تدليا
هو شيء واحد متصل في ذاته سار في العالم
كله كان العالم ستارة فوقه وهو داخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه
العارف بعد البصر ببصر روحه وفني فيه تقوى
تاثير ارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق
وهذا التدلي له وجهان فوجه يحاذي الوجود
الخارجي وهذا كانه لون منطبع في الواح النفوس
يسمى بالنور والوجه الثاني يحاذي الوجود
الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجوا
النهاية في البداية ومن وصل الى الذات
بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار
والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق
المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

لیکن وہ جزء جسکا مشرب یہ علم ہے پس وہ تم مین گونگا اور مسخ
ہے اور وہ اس راز کو نہین جانتا اور تم مین عناصر فلکیہ جو اجزاء
فاطنہ اس کمال کے ہین بالکل نہین اس ستر کے لیے
وہ شخص لایق ہے جسمین یہ جزء بہت راسخ ہو اور اُس کو
نکما نکر دین پس ظہورات گھیر لینے والے پس وہ دونون فریق
سمجھ گئے اور یقین کر دیا پھر مین نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
ان اسرار سے جس مین تھا اختلاف تمہارا اُس مین بیچ
منصفی کر دی والحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشاہدہ مین نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو
دیکھا وہ ایک شی واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم مین سرایت
کی ہوئی ہے گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ مین ہے
اس وقت مین سمجھا یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اسکی طرف
متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اسکو دیکھا اور اسمین فنا ہو جا
تو اسکے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُسکا تصرف خلق مین
حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اُس تدلی کی دو جہتین ہین ایک وجود
خارجی کی طرف یہ تو ایک رنگ منطبع ہے الواح نفوس مین
اسکا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی
طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ
اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ یا اسی لیے کہ ہم نے نہایت
کو بدایت مین درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے
وسیلہ سے واصل بذات ہوتا ہے نہین جانتا سوا اختیار
اور ارادہ کے اور اپنے تئین ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریا
ناپیدا کنار مین۔ ....

معرفة عظیمہ خدا تعالی کا ادراک جو اپنے
بندون کی طرف اعظم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے اگر

مشاهدة الثاني

معرفة عظيمة

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل و
ان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا
استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقامات
الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك
فيه العوام

تحقيق شريف

اعلم ان للنفس الناطقة بصرًا وسمعًا ولسانًا غير هذه
الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك
لطيفتين احديهما القنومية الالهية المتعلقة
بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها
في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة
مجردة من مبدا الصور هو العلم وان تفضي
الى شئ من الاشياء ويتصل به وهذا الاتصال
اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا
اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر
بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى
كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل
ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح
الافلاك والملاء الاعلى وارواح
من مضى من الصالحين و
ربما ينزل لون من روية
الروح ربها الى النسمة
ومن النسمة الى جارحة البصر
فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رايت ربي
بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب
ما جاء ابن عباس رضي الله عنهما مروية

روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملون کا مقام ہے اور اگر روح کے
علم سے ہے تو اسمین عام بھی شریک ہین اور اسیطرح
اس کا کلام سُن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام
کاملون کا ہی اور جو روح کے علم سے ہو تو اسمین عام بھی داخل ہین

تحقیق شریف

جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کیواسطے
سوا ان جوارح محسوسہ کے آنکھ اور کان اور زبان ہے اسکی
تحقیق یون ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہین ایک قیومیہ الٰہیہ بدن
کے متعلق ہے اور اسمین حلول کیئے ہوئے ہی روح سے قطع نظر ہو
معرفت اشیاء مین اسکی دو جہتین ہین ایا یہ تو یہ
مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اسپر افاضہ ہو
یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی شے کا اشیا مین سے افاضہ کرے
اور اُس سے متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر انکشاف
بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہین گے
اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام
سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ
اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار
بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا اور اسی سے اللہ باتین
کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتون سے اور جو
نیک لوگ گذر گئے ہون اُن کی ارواح سے باتین کرلیتا ہے
اور کبھی روح کو جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اس سے
نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر
وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے اسوقت فرد کہنے لگتا ہے
کہ مین نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اسکا کہنا
اور اسی قبیل سے ہی وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ ومن ہذا الباب

کلام موسی علیہ السلام واتصلت یوما بروح

الشمس ورأیتہا وسمعت منہا فقلت عجبا لک

ترین الناس یستضیئون منک ویستفیدون منک

الغلبۃ والظہور علی اطوار شتی ثم انہم یتکبرون

علیک ویزورون بک وانت لا تنتقمین منہم ولا

تغضبین علیہم قالت لیس ان تکبرہم وابتہا

جہم بانفسہم شعبۃ من ابتہاجی بنفسی فانا

فی کل ذلک لا التفت الی صورۃ التکبر وانما

التفت الی حقیقۃ الابتہاج وانما الکل ابتہاجی

بنفسی فہل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال

نفسہ وینتقم من نفسہ ثم افضانی الی

الشمس فرأیتہا فیاضا بالطبع والجبلۃ وکذا

کل فلک ورأیت ارواح الافلاک ملتئمۃ متوا

فقۃ فی علومہا وہممہا **زیادۃ ایضاح**

ان شئت ان تکتنہ حقیقۃ ہذا الوجدان

فاصغ لما القی الیک اعلم ان علم النفس الناطقۃ

اعنی بہا نورا بسیطا ہو تقلید القیومیۃ

لجسد واحد وتنزل الطبیعۃ الکلیۃ التی

ہی النقطۃ الفعالۃ فی الخارج بصورۃ

خاصۃ بمعلوم ای معلوم کان انما یکون

عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم ادراکہا

اما ان یکون لنشأۃ کلیۃ تشمل النفس او تشمل

جسدہا کالصورۃ الانسانیۃ او الحیوانیۃ

او الارض والماء وسائر العناصر او القوۃ

اور اسی قبیل سے حضرت موسی علیہ السلام کا کلام کرنا +

اور ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہو گیا اُسے دیکھا اور اس سے

سُنا مین نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب

کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح

سے دیکھتے ہین پھر تیرے منکر ہین اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہین

اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے

تو اُس نے کہا کیا اُن کا تکبر اور اُن کے اپنے نفسون سے

خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین آن

حالتون مین صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہین کرتا اور میری التفات

شادمانی کی حقیقت کیطرف ہے اور یہ سب خوش ہان میری نفس

کی شادمانی ہی تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے

یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا۔

پس مین نے اُسے دیکھا کہ وہ بالطبع جبلی فیاض ہے اور اسیطرح تمام

افلاک اور مین نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق ادمیلے ہوئے ہین اپنے

علمون اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے

اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سُن جو مین

کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے

مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہونا ہے

قیومیتہ کا ایک جسم واحد کے لیئے اور تنزل

طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج

مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم

ہو ہمارے نزدیک مدرِک اور مدرَک کا ایک ہونا ہے

پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہو گا

جو نفس کو شامل ہو یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت

انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس المدركة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة ان يتجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فيبقى بها
وتفنى عن غيرها فتتيقظ هذه النقطة بنفسها
وتتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرة الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة اكثر القوى على غيرها
اذا لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
وكنههما ان تتجرد نفس الى قوة مودعة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل اي القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحاسة تلك القوة
والتصقت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث تضمحل متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی ایسی خاص شے
کے لئے ہوگا جو اس نفس مدرکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو ادراک نفس کی صفت
واسطے اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کیطرف کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُسکے ساتھ اور فنی ہوگی
اُسکے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اس حقیقت
کے سب احکام بطریق تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہوجائینگے۔
اس صورت ہمارا یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہوجاتے ہین
پس یہ معنی مراد ہین اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت نفس کے واسطے
اُس حقیقۃ قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہوگی حضرت
ین حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزء کی جہت سے جو اُس نفس پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کُنہ اُن دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب نفس اُسکی طرف یکسو ہوجاوے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالبہ یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اسکے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے۔ پس ادراک کیا مؤثرہ نے مؤثرہ کو
اور مؤثرہ نے مؤثرہ کو اُس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اِس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہوجاتی ہی اُنمین

فتنعزل عن احکامها و اثارها و انما یبقی
حکم القوة الغالبة فیقال اثرت هذه النفس فی
تلك النفس و فادتها تلك الکیفیة والحق انها
ما اکتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الی جزء منها و قوة مودعة فیها حتی تلاشت احکام
سائر القوی والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعیة من
تلك لابد من اتحاد النفسین لا مطلقا بل
من جهة قوة و جزء ولا فی جمیع المواطن بل
فی موطن من مواطن الطبیعة الکلیة وهذا
معنی قولنا یتحد المدرك والمدرك فی هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه
النفس بالنسبة الی تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فیها والذهول
عن غیرها وثانیها ان ترجع کل نفس الی
ملاحظة نفسها مغمورة فی معنی الاتحاد
فتلون بالاضافة الیها مع انفکاك ما و شعور
انها لیست هی من جمیع الوجوه بل وجه دون
وجه و هذه الحالة تسمی بالرویة وثالثها ان
یغلب سائر الاحکام بحیث یغیب حکم هذه
القوة وتصیر کالمستتر وحینئذ یظهر
لتلك الاحکام صورة ضعیفة بالنسبة الی
الاتحاد وبالنسبة الی الرویة فیکون افضاء
ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبیة
فیقال کلمت نفس زید نفس عمرو و سمعت

تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوة غالبہ
باقی رہجاتی ہے اسوقت کہا جاتا ہے کہ اِس نفس نے اُس نفس
مین اثر کیا اور اُس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اُس
نفس نے کچھ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزء کیطرف
توجہ کی ہے اور اپنی ہی اُس قوة کی طرف جو اس مین امانت ہے
اسقدر کہ سب قوتون اور اجزا کے احکام نابود ہوگئے تو اسوقت غلبہ
اور استتباع اِس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سے سو مطلق نہین بلکہ قوة
اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعة کلیہ کے کسی جاے
مین۔ اور اسکے یہ ہی معنی ہین جو ہمنے کہا مدرِک اور مدرَک
ایک ہوجاتے ہین اِس صورت مین اور جب تمنے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اُسکے حالات اور
اوضاع ہین اوّل یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اسمین
اور اسکے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اُس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد مین پس
رنگا جائیگا بسبب ملجانے کے اُس سے باوجود کسیقدر جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہ ہی نہین ہوگیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے
اس حال کو رویة کہتے ہین تیسرا یہ کہ غالب ہوجائین سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوة کا حکم اور
یہ قوت چھپ جائے اور اُس وقت ظاہر ہوگی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویة کے تو افضا ہوگا غالبیت
کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت سے تو کہین گے زید کے
نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اُس نے اس کا

هذه كلها ومهما اوردالعجائب ان تغيب احكام تلك القوة غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال لطيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة متميزا عنها فيقال حينئذ حصلت صورة في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة في المرآة فهنا اربع حالات ولكل حكم فكر من المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيس الى السمع يسمى ذوقا او الى البصر يسمى بصرا او الى الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس يسمى لمسا ولعله الذى يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من احتلام الحس المشترك وفي احتلام الذوق ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه ولما يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق فهذه الحاسة هي التي يتم بها ادراكات الحواس الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما استقلت هذه الحاسة وابدع من خيال العرش موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کہ لام سنا اور جو تھا یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت سے غائب ہو جائیں اسکی نسبت پس کچھ نہیں مگر ایک خیال خفیف محفوظ اس قوت کی ضدوں میں اور اُن سے جدا اسوقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہو گئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کیلئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ جلیہ ہے وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے اسوقت اگر کان کا قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کیطرف تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور اسیی مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کا احتلام تو یہ کہ وہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو دیکھکر منھ میں پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی آدمی کے قریب ہو اور اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے اُسکے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ کے سر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ قویہ حواس ظاہر کے طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے لذت اُٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھے تو اس مشترک سے تمام حواس ظاہر ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں بسا اوقات یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل

المشاهدة الثالث ۳

الجن والملائکة **مشهد آخر** رأیت کل من شعائر الله نورا یعلو فطنت بحقیقة انما حقیقة النور مناسبة الشئ بالروحانیات وهیئة راسخة فیه هی من اثر الروحانیات فیدرک الانسان من هذه الهیئة بحاسة روحه ادراکا انطباعیا بان ینشرح وینفسح ویزداد مناسبة بالروحانیات والناس اذا توجهوا الی شعائر الله صاروا احزابا فحزب انما ینتفع بنیتها وعزیمتها حیث فعلوا هذا الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتحس بالنور فتغلب قوة الملکیة علی البهیمیة وحزب تمعن فی هذا النور فتدرک التدلی الذی هو اصل هذه الشعائر فیبهته امره

المشاهدة الرابع ۴

مشهد عظیم وتحقیق شریف اطلعنی الحق تعالی علی حقیقة التدلی العظیم الجلیل المتوجه الی نوع البشر المراد منه تیسیر اقترابهم الی الله المتمثل فی عالم المثال المنفسر تارة بالانبیاء عامة ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وعلیهم اجمعین خاصة وتارة بالکتب الالهیة عامة والقرآن العظیم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالکعبة فعرفت هذا التدلی الوحدانی فی ذاته المتمیز فی بروزات کثیرة بحسب المعدات الخارجیة اعنی اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہیں **مشہد آخر** مین نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور مین نے دریافت کی حقیقت اسکی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شئے کی (عبادة) روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس مین جو روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہین تو گروہین بنجاتے ہین ایک گروہ ہو کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاتے یعنی جو کام کرے اللہ کیواسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے ایک دوسرا گروہ ہے کہ اسکی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اسکی قوۃ ملکیہ غالب آجاتی ہے قوۃ بہیمیہ پر ایک تیسرا گروہ ہے جو اس نور مین غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہوجاوے **مشہد عظیم وتحقیق شریف** حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کیطرف متوجہ ہے مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال مین منفسر ہے کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے عموماً وخصوصاً قرآن عظیم سے اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ پس مین نے پہچانا اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ مین موافق معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعون اور عادتون کے

ومركوزات اذهانهم لانه اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا تفارقهم فيعدون فى خطيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلى الجليل
ثم يتنزل فى العالم الجسمانى متى اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واشهدنى حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر فى الخارج كان اول شئ منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت فى مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحذو حذو ما فى
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو بحذو
الوجود الذهنى ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل
وعن وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
من فى جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلى
فى منزل مقيد فيتنزل هنالك بقدر المتجلى
له وفيه ويراعى فى هذا التنزل احكام الجانبين
فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك

اور جو اُن کے ذہنون مین مقرر ہین ایسے اکہ ... ین جائین
تو وضعین اور عادتین اور علوم اُن کے ساتھ ہون اُن سے جدا
نہون آمادہ کرین خطیرہ قدس مین صورت مثالیہ کے منعقد ہونیکے
واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی مین آئین جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اُس کے عالم موافق اوضاع علو
اور سفلیہ کے اور حق تعالی نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے
جو اسی مین ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہین اسکے
لئے ہم بیان کرین گے تجھ سے انشاء اللہ تعالی اس
وحدانیۃ کی حقیقت اور اُسکے انفسار کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج مین سب سے پہلے اُس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اُس سے
تو اس کے مدارک مین صورت علمیہ تھی جسکی دو جہتین ہین
ایک اس طرف جو شخص اکبر مین ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جاے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالی سے اور
یہ نصیب مین ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی
معرفت کے سبب اور اس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہین اور جو کچھ اسکے
جوف اور حیز مین ہے پس صرف اس کے نصیب
مین اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے تنزلات
اس تدلی سے ایک تنزل مقید مین پس یہان نازل
ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت کیجاتی ہے اس
تنزل مین احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب یاد رکھ

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد الشخص الاكبر والتدلى المنعقد فيه لفيضان صورة خاصة في مداركه وهذه معرفة اخرى ثم لما انحازت المثل وهى التى تدعى بارباب الانواع تعين لكل نوع احكامه متميزة عن احكام نوع اخر وكان ذلك في امثال وكان منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الانحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد ولا ينقص ثم يقول لو اناركبنا نغمة بنغمة حصل لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر لحنا هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

غرض جب فلک اور عنصر پھر روح ظاہر یا خفیہ کا تو اول ایسے جو امر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے ساتھ خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی دستر شخص اکبر سے ہے اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدء وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اسمین تدلی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک مین اور یہ معرفت دوسری ہے پھر جب معین ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین تو تعین واسطے ہر نوع کے اسکے احکام جو کہ متمیز ہین دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال مین اور ان مین سے انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اسمین امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار کے نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل ہون گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصریہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے اسی طرح یہان تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص مین پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج اسوقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اور روز اور اور وقت کا

الی غیر النهایة فلو ان عمره امتد الی الابد ما
انقضی عجائبه وهی کلها انفسار لما علمه اولا
بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص
البشریة فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتهم وقواهم منهم الزکی ومنهم الغبی
ومنهم صاحب النفس المقدسیة ورجعت
الی الله همهم ونفوسهم وخلاصة بشریتهم
فی خطیرة القدس فصار واهنالك
کالامر الواحد یقع علیهم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد هو الانسان الالهی ویتقارب
امورهم ومدارکهم تنزل هذا التدلی
الاعظم هنالك فصار ذلك فی عالم المثال
قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة
الیهم ونصیبا لهم من ربهم فکانت النفوس
الانسانیة اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیة والهیئات الفاسقة الجسمانیة
قطفت الی هذه الخطیرة فبرق هنالك
بارق جلال ثم یتجدد وتبقی حائرة کهیئة لا
تدری من این الی این هل العود حیلة فاقتضی
تدبیر الحق ان یحرك الیهم هذا التدلی ینزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر اقترابهم الیه
وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلك الانفسارات النبوة
وذلك ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینهم
سخرا لاکمل الاعقل الاوثق من کان دونه

اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک عجائبات
تمام نہوں۔ پس اور یہ سب انفسار ہین جو پہلے
جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر
ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اس کی
استعدادین اور قوتین مختلف ہوئین کہ بعضے ذکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے صاحب نفس قدسیہ اور
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت خطیرہ قدس مین تو اس
جگہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے
اور نسبت کیے جائین مثال واحد کی طرف وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین
اُن کے واسطے قدم صدق ہو گیا اور مقام معلوم اُنکی نسبت
اور اُنکے نصیب اُنکے رب کی طرف سے تو نفوس انسانیہ
جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ
جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے خطیرہ قدس کی طرف
اور ایک جگہ برق جلال چمکی پھر وہ بےخبر ہو گئے اور ایک ایسی
حیرت مین ہو گئے نہین معلوم کہ کہان تھے کہان ہین اور پھر
کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین اسوقت تدبیر حق اسبات کی
مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اسکی جانب حرکت کرے اور اترے
اور متشخص منفسر ہو جاوے یہان تک اس سے قرب آسان
ہو جاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہین اسوقت منفسر ہوئے ہین انفسار
اور موافق معدات کے پس اس انفسارات مین نبوت ہے اور اسکی
وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُنمین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ خدمت لیتا ہے

في تدبير المنزلي والسياسة المدنية فكانت
ديدن البشر وخلقهم وأمراً مركوزاً في أذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك في صدورهم كالا
تفاقات الضرورية الأولية من غير تامل ولو
ماتوا جرّوا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم
فصار ذلك بعد الانفسار هذا التدلي بصورة
جسمانية هي تقدم شخص انساني على سائر
الاشخاص وصدورهم عن رأيه ونفخت في
هذه الصور الجسمانية روح الهية وظهرت
بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما أعني
هنا من النبوة ما كان على وجه الرياسة
والتقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان
العلوم فقط وان استتبع انقياداً منهم
بالتبع ولا النبوة الجماعة الشهيدية كما
كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم و
كان من تلك الانفسارات الصلوة وذلك
لان كل خلق عند البشر له افاعيل هي تجسم
وهيكل في المحسوس ينضبط السر المعنوي
بذلك الهيكل وينصرف الاحكام من مدح
ونحوه اليه وهو الذي يذكر ويخبر عنه
ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
ديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق
خلقاً من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

رہنے والونکو تدبیر منزلی و سیاست مدنی مین تو مسخر کرلیتا
ہے ہوجاتی ہے ویدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن مین
جما ہوا اگر زندہ رہین تو اسکو پائین اپنے سینو مین مانند
رفاقت اتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائین
تو اُسے ساتھ لیجائین اپنے برزخ اور معاد مین تو یہ امر ہوجاتا ہے
بعد اس تدلی کی انفسار کیواسطے صورت جسمانیہ مین اور وہ
تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اس کا صادر ہونا اسکی
رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ مین روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہین اسکی برکتین اور ہوجاتی ہے
نبوت و رسالت اور یہان میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان علوم اگرچہ انقیاد کی
اُنکو سے بالتبع رغبت کرین اور نہ میری مراد نبوت جماعہ
شہیدیت ہے جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کیواسطے ہے اور اُن انفسارات مین سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلیئے کہ بشر کے ہر خلق کیواسطے فعل ہین اور وہ
کالبد یعنی جسم ہے محسوس ہین اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہین اسکی صورت کے ساتھ اور اُسیکی طرف احکام
مدح و ہجو کے منصرف ہوتے ہین اور وہی ذکر کی
جاتی ہے اور اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ
کیا جاتا ہے طرف خلق کے اور یہی ہے طبیعت
اور وعار بشر اور یہی ذہنون مین جما ہوا امر ہے پس
حق تعالی چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے
اور ایک ہیئت ہیئات نفوس سے اور رنگ انکی روحونکے
رنگون سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی خطیرة القدس واعنی بذلک الخلق والهیئة
الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هیآت
ظلمانیة فاسدة فهذا خلق موجود فی حیز
امتزاج النفس بالحیوانیة لکنه اشبه الاشیاء
بالمقام المعلوم الذی له فی عالم خطیرة القدس
فجعله کانه هو هو کما جعل البدن کانه النفس
ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون تفسیرا لذلک
الخلق وتنطبق علیه فجعلها کانها هو وکان
من تلک الانفسارات الکتب المنزلة وذلک
لان اشخاص الانسان الهموا بکتابة الکتب
وجمیع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ویبقی نص صاحب الکتاب
غضا طریا ولا یخله غلط فی الروایة بالمعنی
ولا نسیان فکثر ذلک فیهم فتحرک هذا
التدلی بصورة اخری حذو ما عندهم فصار
الرسول المختطی بالبوارق المختطفة له من
البشریة الی خطیرة القدس خادما لارادة
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی و
مجادلاتهم للبشر فی شبهاتهم الفاسقة
ارادة رحمة ربهم والهام الخیر فی صدور
هم وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم
الکتاب واول کتاب کذلک التوراة وانما
قبله صحف تشتمل علی علوم فاضت
علی قلب النبی فجمعها من شاء من الامة
وکان من تلک الانفسارات الملة وذلک

خطیرة القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق امتزاج نفس بالحیوانیہ کے حیز میں موجود ہے لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم خطیرة القدس میں ہے اور اس خلق کو کردیا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کو کردیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے پھر اللہ تعالی نے ان افعال و اقوال کو چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اسپر منطبق ہوتے ہیں پھر اسکو گویا کہ ہو بہو کردیا اور اسی انفسارات میں سے کتب آسمانی ہیں اور یہ اس لیے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص مضبوطی و استحکام کے ساتھ باقی رہے غلطی نہ ہو اور روایت بالمعنی میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہ ہو اور یہ باتیں ان میں پھیل گئی پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اسکے جو اشخاص انسانی میں تھا تو پس جو رسول ہو یا بانوار الہی ہیں اور جو بشریت سے خطیرۂ قدس کی طرف اٹھا لیے گئے ہیں ارادہ الہی کے خادم ہوگئے پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور انکا مجادلہ شبہات فاسقہ میں رحمت رب کی ارادہ سے اور الہام خیر سے انکے سینہ میں از روے وحی متلو کے رسول کے مدارک میں پس منتظم ہوگئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علموں پر جو نبی کے قلب میں پہنچی پھر امت میں سے جس نے چاہا جمع کرلیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے

لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فیما بینهم
فعقدوا رسوما مدنیة ورسوما منزلیة ورسوما
معاشیة ومعاملیة وصار ذلك من صمیم
امرهم ودخل فی ضروریات علومهم فجعل الله
قلب النبی قابلا لانعقاد رسم یعلم من ربه فیه
روح الٰهی وبرکة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانعقادات بیت الله وذلك ان الناس
قبل سیدنا ابراهیم توغلوا فی بناء المعابد والکنائس
فبنوا بناء علی اسم الشمس فی وقت یغلب فیه
روحانیة الشمس وکذلك القمر وسائر الکواکب
وزعموا ان من دخل بهذه البیوت اقترب
بصاحبها والتحق ذلك بالضروریات وصار التوجه
الی الامر البسیط الذی لم یتعین له جهة وموضع
کالامر البعید فنزل علی قلب سیدنا ابراهیم
حذو ما کان فی زمنه واصطفی موضعا علمه
مناسبا لهذا الامر بان یکون هنالك قوی الافلاك
والعناصر مقتضیة للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس الیه عین لتعظیم الناس ایاه طرقا واوضاعا
وتدلی الیهم بایجابه علیهم وا علم ان الشرائع
تنعقد الا فی العادات وهذه حکمة الله
فینظر الی ما عندهم من العادات فما کان
منها فاسدا سجل علی ترکه وما کان صحیحا ابقی الا ان
الوحی المتلو لا ینعقد الا فی الالفاظ والکلمات
والاسالیب المخزونة فی ذهن الموحی الیه ولذلك
اوحی الله الی العربی باللغة العربیة والی السریانی

اور یہ یون ہے کہ اشخاص بشر کو آپس مین رسمین منعقد کرنیکا
الہام ہوا تو منعقد ہوئین رسوم مدینہ اور رسوم معاشیہ
معاملیہ اور یہ امر ان کے نہایت امر ضروری مین سے ہوا
اور ان کے ضروریات علوم مین داخل ہوا تو کیا
اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم
کا جس مین رضاء الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ
شرع اور ملت ہے اور ان انعقادات مین سے
کعبہ شریف ہے اور یہ یون ہوا کہ لوگ حضرت
سیدنا ابراہیم سے قبل مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین پس انھون نے بنایا مکان
آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور
اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے نام پر
اور انھون نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان مین داخل
ہوگا وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات مین شامل ہو گیا
اور توجہ ہو گئی بسیط کی طرف جس کیواسطے کوئی جہت متعین نہین
مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیم کے قلب پر مقابل
مین اسکے جو اس زمانہ مین تھا اور انھون نے ایک جاے مقرر کی اس امر کیواسطے
مناسب سمجھی کہ وہان قوائے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہون اور
جاذب ہون لوگونکے دلونکو اسکی طرف اور مقرر کئے طریقے اور
وضعین تا کہ لوگ اسکی تعظیم کرین اور تدلی کی انکی طرف کہ
ان پر اسکی تعظیم واجب ہے بعد یہ جان لینا چاہیئے کہ شریعت عادات
مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ مقرر و عادات کیطرف
دیکھتا ہے جو بری ہوتی ہے انکو متغیر کر دیتا ہے اور جو اچھی ہوتی ہین انکو قائم رکھتا ہے
اسیطرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو متلو اس
شخص کے ذہن مین نہین جو اسکیطرف وحی کیگئی ہے اور اسیواسطے اللہ
نے عرب والون کی طرف عربی زبان مین وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة تكون
لا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة وكذلك الأعمى
الأكمه في المنام الألوان ولا الأشكال وإنما منامه
الحس والسماع والذوق والشم والوهم والأصم الذي
ولد أصم لا يسمع في منامه صوتا وإنما رؤياه البصر
والمس وغيرهما وإن شئت الحق فلا تنعقد
صورة ما بإفاضة غيبية في نشأة سواء كانت هذه
الإفاضة عادية أو خارقة للعادة إلا بأحكام تلك
النشأة إنما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة
ألوان وأشكال خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل لنشأة الفرسية كأن
الفرس يحتمل أن يكون طوله أربع أذرع وأزيد
من ذلك وأنقص فكان هذا أربع أذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس إلا في تلك النشأة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي ميزت هذا النوع
من النوع الآخر كلها أمور داخلة في النشأة
الجنسية وإذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية
له لا بد معدٌ من تلك النشأة خصصه
بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو أن إيجاد الصور
أمره على الإمكان والتقدير والتدلي والشعائر
أمرها على المسلمات والمشهورات والأمور
التي تطمئن إليها النفوس فلذلك كان كل تدلي
له معد من مسلماتهم إذ المراد بالتدليات أن
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون
على الزيادة عليه ثم يدينون جوارحهم على حسب

زبان والونکی طرف سریانی زبان مین اور اسی طرح سچے خواب
منعقد ہوتے ہین ان صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین پوشیدہ ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکھتا اور نہ شکلین اسکا خواب لمس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو وہ
خواب مین کچھ سنتا نہین اسکا خواب دیکھنا اور چھونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم مین افاضہ غیبیہ
کیساتھ منعقد نہین ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ ہو
یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو جتبک
وہ متشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
اس عالم کے ساتھ مخصوص ہین جسطرح یہ گھوڑا کہ کل
متشخصات اسکے داخل ہین عالم فرسیتہ مین گویا گھوڑا احتمال
ہے کہ طول اسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اسی عالم
مین نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے ہر نوع
دوسرے نوع سے ممیز ہے سب امور ہین جو داخل ہین عالم
جنسیت مین پس اب اس وضع پر فائض کیواسطے خصوصیت
کیساتھ ایک ایسا مُعِد اس عالم مین سے ضروری ہے جس نے
اسکو اس وضع کے ساتھ خاص کیا باقی رہی یہان ایک بات
وہ یہ ہے کہ ایجاد صور کا تو مدار امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی
اور شعایر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جنسے اطمینان
نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اسکے واسطے معد ہین انکے مسلمات سے
کیونکہ تدلیات سے مراد یہی ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل
سے کرین اس طرح سے کہ اسکے زیادہ کرنے پر قادر رہین
پھر اپنے اعضا اس کے موافق عادی بنا دین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون لانسان عشرة اذرع حبل كذلك لانه ممكن وان لم يكن مشهورا ليطمئن اليه القلوب واما الشرايع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوى على غرة بل محض الامر فاصل الشئ على العادة لا يجاوزها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب عجميا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا مال هذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وكذلك ما كانت صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهذه قضية تقضي بها الوجدان وجدنا السنة والقران مبنيين لها ولفروعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل كثيرة والحمد لله اولا وآخرا

مشهد عظيم

المشاهدة الكاملة

پس جسوقت مقتضیات تقاضا کرین کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلونکو اطمینان آجائے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہین ہان یہان ایسی برکتین ہین جو سچ کو جھوٹ سے اور حق کو باطل سے جدا کر دیتے ہین اور بسا اوقات تیرے دل مین یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی مین خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیونکہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہین کہ امر مجمل اور پیچیدہ پر ٹھہر بجا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے کی عادت یہ ہے اس سے تجاوز نہین ہوتا رسول فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اسپر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اسکے غیر مین نہین پائی جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونون امرون کے فرق مین نہین سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازارون مین پھرتا ہے تو اللہ نے انکے قول کو رد کیا اور انکے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہین کہ فرشتہ اسکے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھون سے اسے دیکھین جیسا اللہ تعالی نے سورہ فرقان وغیرہ مین اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہون کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیون سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن و حدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت مسائل مین والحمد للہ اولا و آخرا

مشہد عظیم

نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلیٰ اسرار عظیمة
حتی امتلاءت نفسی ونسمتی بها وها ان ذکرها لك
تفصیلا فعض علیها بنواجذك اذا اردت
ان یحصل لك کمال الملاء الاعلی المتخاصمین فلا
سبیل الی ذالك الا الدعاء وکثرة الاطراح بین
یدی ربك والسوال منه بجهد عزیمتك وصدق
همتك لاسیما اذا سالت منه ما کنت مشتاقا الی
تحصیله عقلا وطبعا وکان فیه تکملك وتکمل للناس
ورافة بعامة خلق الله فاذا رسخت ملکة الدعاء
فیك وعقلت کیف تسال الله بصدق الهمة
انخرطت فی سلك الملاء الاعلی وقد اشار سیدنا
ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم الی ذلك
حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
او الرحمة او کما قال ومن اراد ان یحصل له عالم الملاء
السافل من الملائکة فلا سبیل الی ذلك الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد العتیقة
التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوة
وتلاوة کتاب الله وذکر الله باسمائه الحسنی
او باربعین اسماء مما هو مشهور فهذا کله
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة
الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه
سواء بالنسبة الی الفعل والترك ثم یسال الحق
تبارك وتعالی ان یبین له ما فیه المصلحة ویجلس
متطهرا جامع الخاطر ثم ینتظر انشراح خاطره
الی احد الجانبین ومن اعطاه الله تعالی فهم

میرے دل مین ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا
نفس اور روح اُن سے بھر گیا اور انکو تفصیل وار مین بیان کرتا
ہون تو اُنکو خوب مضبوط ڈاڑھون سے پکڑ جب تو چاہے
کہ تجکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو متخاصمین ہین تو اُس کا
کوئی رستہ نہین مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کیساتھ خصوصاً
جو وقت تو اس سے سوال کرے اُس شے کا جسکے حاصل کرنیکا تو
مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اسمین تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو
اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ مین
راسخ ہوا اور تونے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت
سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلی کے زمرہ مین داخل ہو گیا اور
تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی
طرف جہان فرمایا ہو کہ جسکے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے
اسکے لئے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جاے تو اسکا کوئی طریق نہین
مگر یہ کہ بہت پاکیزہ ہے اور پرانی مسجد و نمین جا بیٹھے جن
مین بہت اولیاؤن نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے نماز
پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کے اسماء
حسنی کا یا جو چالیس نام مشہور ہین انکا ذکر اور یہ سب باتین
اس مقصد کی ایک رکن ہین اور رکن دوسرا مشکل امور مین
کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے
کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ تبارک و تعالی سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمین مصلحت ہو اور بیٹھے
باطہارت مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل پھرتا اور جسکو اللہ نے

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا بعد عهده عن الصلوة او تراكمت عليه الاحداث والجنابات او امتلأت حواسه من الالوان المرئية والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها ويميزها ويتأذى منها وينفر بجبلته عنها ثم اذا توغل فى الطهارات والصلوة وجمع الحواس فى الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويحسن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن بالايمان الحقيقى الذى يعبر عنه بالاحسان لاشك فى ذلك ومن عرف فى ضمن الدعاء والذكر كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه فى باب الاحسان

مشهد آخر

رايت فى المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن والحسين رضى الله عنهما نزلا فى بيتى وبيد الحسن رضى الله تعالى عنه قلم انكسر لسانه فبسط الى يده ليعطينى وقال هذا قلم جدى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى يصلحه الحسين فليس ما اصلحه الحسين كما لم يصلحه فاخذه حسين رضى الله عنه و اصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جيئ بردآء مخطط فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما فرفعه حسين رضى الله عنه وقال هذا

المشهد السادس

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اسطرح کا کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا بے وضو ہو جائے یا جنابت آجائے یا اسکے حواس بھر جائین رنگون سے جو نظر آئین اور آوازون سے جو سنے تو اسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلیتا ہے اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے جبلی طور پر اس کی آتی ہے جب وہ طہارت اور نماز اور اطمینان سے ذکر کرنے مین مشغول ہوتا ہے ہیئت حاصل ہوتی ہے تو تمیز کرلیتا ہے اور اسکو اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ دونون حالتین جبکو سمجھتا ہے اور جدا جدا معلوم ہو جائین جیسے بمنزلہ محسوسات کے تو وہ مومن ہے با ایمان حقیقی جس سے عبارت احسان ہے اسمین کچھ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب لفظ و حرف و خیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب مین

مشہد آخر

مین نے خواب مین دیکھا ماہ صفر کے دسوین تاریخ ۱۱۴۴ء گیارہ سو چوالیس کو مکہ مبارکہ مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے ہاتھ مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انھون نے ہاتھ بڑھایا بڑھایا کہ مجکو عنایت کرین اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا تاکہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دین کہ یہ ویسا نہین ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا تھا پھر لیلیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا پھر مجکو عنایت کیا مین بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاریدار جسمین ایک سبز دھاری اور ایک سفید تھی پھر انکے روبرو رکھی گئی پھر حضرت امام حسین نے اسکو اٹھایا

رداء جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم النبی فوضعتہ علی راسی تعظیما وحمدت اللہ تعالی ثم انتبهت

مشهد عظیم وتحقیق شریف

اعلم ان الایمان بما انزل اللہ تعالی علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضربین ایمان الرجل علی بینة من ربہ وایمان بالغیب، فالذی ایمانہ علی بینة من ربہ فمثلہ کمثل رجل شهد الامیر حین خلع علی وزیرہ خلعة الوزارة وولاہ امور المملکة وبعثہ الی الناس یخبرهم بکذا وکذا وازالة الخفاء بعثہ وکلفهم بذلک فکل هذا بمرأی منہ ومسمع ابصرتہ عیناہ حین خلع وسمعتہ اذناہ حین قال ووعاہ قلبہ حین کلف فهذا الحاضر لم یصر وزیرا بالحضور ولا مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینة ومامورا مشافهة واما المؤمن بالغیب فمثلہ کمثل رجل اعمی اخبرہ بصیر بطلوع الشمس فاستیقن بہ حتی انہ لا یجد فی قلبہ نقیضا ولا احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبہ بما کتبہ ان البصیر اخبر بہ لا من حدة توسط البصیر والکامل من الافراد من جمع الایمانین فلہ ارتباط بالحق الاول لا بقبیل التی توسطت ثم من هذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلها اللہ تعالی علی انبیائہ فاستیقن بها بل اطمأن وکان علی بینة من ربہ فلیس لہ بحسب هذا الارتباط ناموس یحفظہ ویمسکہ بیدیہ

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پھر نبی کا اُٹھائی پھر مینے اسکو تعظیماً اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالی کا شکر کیا پھر مین جاگ گیا

مشهد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اُس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جس شخص کا ایمان اپنے رب کے بینہ پر ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار مین جائے اُسوقت کہ بینہ پر ہے وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اسکو بھیجے لوگونکو اسبات کی خبر کر دے اور اسکو بھیجکر خفا کو دور کر دے اور لوگونکو مکلف کرے وہ شخص سب دیکھتا جاتا رہا ہے اور سُن رہا ہے اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دیتے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اُسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہین ہو جانیکا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگونکی طرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اُس نے یقین کر لیا ایسا کہ اسکے دلمین اسکے برعکس نہین اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اسکے دلکو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد وہ نہین وہ فرد ہے جسکو دونوں قسم کا ایمان ہے اسکو ارتباط حق سے پہلے ہی سے جسمین توسط نہین اس ارتباط سے سر ترشح ہوئے ہین وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیوں پر اُس نے اُن پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے اس ارتباط کے موافق نہین کوئی اُس پر فرمان کہ اُس کی حفاظت کرے اور اسکو روکے دونوں ہاتھوں سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذی یمسك بیدیه فهو یحس بهذا الحفظ ویری انه لو انقطع لما کان مستقره الا الهاویة السفلی وهو بحسبه محقق بالعلم الالهی وورآء ذلك لبتدلی یحذو حذو العوام کماله الایمان بالغیب والاحتفاظ بالنوامیس والجزم بواسطة الخبر والانقیاد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فالایمانان متحققان للفرد ولکن عند تشعشع انوار الایمان الاول قد یخفی الثانی وکنت ذات لیلة اصلی التهجد فی الحجر اذ تشعشع انوار الایمان علی بینة فغلبت وبهرت فتاملت الایمان بالغیب فلم احده ثم تاملته فلم اجده حتی رایتنی اتحسر علیه واتاسف ثم بعد حین ظهر هذا الایمان واطمئن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الاولیاء کثیرا ما یلهمون بان الله تعالی اسقط عنهم التکلیف وانه خیرهم فی الطاعات ان شاؤا فعلوها وان لم یشاؤا لم یفعلوها حکی لی سیدی الوالد رضی الله عنه عن نفسه انه الهم بهذا وانه دعا الله تعالی ان یقیم علیه التکلیف وما اختار الا التمسك ولم یکن من مذهبه سقوط التکلیف عن احد من خلق الله مادام عاقلا بالغا فرایته یری الالهام حقا ویری مذهبه حقا ویتحیر فی التطبیق واخبرت عن سیدی العم قدس سره انه کان یخبر عن نفسه انه الهم بسقوطها التکلیف وقیل له ان عبدت خوفا

سوائے اسکے نہین کہ اسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے دونون ہاتھون سے روکے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم مین ہی ٹھکانا ہے اور وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اُسکے واسطے ہی تدلی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنیوالی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس سے محبت صادق پس یہ دونون ایمان کی قسمین فرد کے واسطے محقق ہین لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہین تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین اور مین ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم مین انوار ایمان علی بینہ کے غالب آ گئے اور چمکے اور مین متحیر ہوا مین نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نپایا اسکو پھر سوچا مین نے تو اسے نپایا یہانتک کہ معلوم ہوا مین اسپر حسرت کرتا ہون اور افسوس پھر اسکے بعد یہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور میرا اور مجھے اطمینان آ گیا تو اسے غور کرو

تحقیق شریف

بسا اوقات اولیاؤن کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمسے تکلیف شرعی معاف کی تمھین اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہی صاحب نے اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ انکو بھی یہ الہام ہوا اور انھون نے اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قایم رہے اور انھون نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور انکا مذہب نتھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی پس انھین دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اسکی تطبیق مین متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ انکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کر دیگئی اور انسے کہا گیا کہ اگر

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدتنى طمعًا فى الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها وان عبدت طلبا لرضانا فقد رضينا عنك رضا لا سخط بعده فقال بلى انما اعبدك لانك اهل ذو لك وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط عنهم التكليف وان الله سبحانه هو الذى يقيم عليهم النواميس من غير اختيارهم وهكذا روى عن كثير من اولياء الله تعالى والسر فى ذلك عندى ان الانسان اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس الى الايمان بها على بينة ووجد هذه العبادات والنواميس فى نفسه مثل الجوع والعطش مما لا يقدر على تركه ولا معنى لتعلق التكليف بها لانها من الجبلة التى جبل عليها وكان هذا السر واضحا منشرحا او مجملا يترشح من ذلك على باطنه خطاب من الحق انما مثاره هذه الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التمس من اختيار وقصد وانما مثل هذه الامور عندى مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها وانما تعبير هذا الالهام حصول هذا المقام الذى هو مثار الالهام والحق عندى ان الالهام كله حق ولكن منه الفائض عن لسان خاص ومثار معلوم ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثانى هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى التعبير

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کرلیا تمکو داخل کرینگے اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نکرینگے تو انھون نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے کے لئے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہٗ مائل تھے اس بات کیطرف کہ کاملون سے تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہی اور اللہ سبحانہ تعالےٰ انپر فرمان شریعت انکے بے اختیار قایم کردیتا ہے اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے اس نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے نوامیس کیطرف دیدہ ایمان لانے پر اور پاوے عبادات اور نوامیس کو اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے ترک کرنے پر قادر نہین اور کچھ معنی نہین اس سے علاقہ تکلیف کے اسلیے کہ وہ تو اسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اس پر واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو ترشح ہوتا ہے اس سے اسکے باطن پر خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اسکا یہ حالت اجمالیہ اور تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی اور اس نے بعد اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد اور اختیار سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس مقام کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہی کہ الہام سب حق ہین لیکن بعضے ان سے زبان خاص اور مطلوب معلوم سے فائض ہین اور بعضے زبان حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق بعضے مقام کے ہین اور دوسری قسم متبع مطلق ہین۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلابد من من استنباط رجل تام المعرفة ومنها ما لا يحتاج فتدبر **تحقيق شريف ومشاهد أخرى** اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها ضمحلا من القوة البهيمية شيأ وقويت الملكية واستقلت بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها نور الاعمال وذلك ان الملكية اذا اوحيت الى البهيمية ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية واجتمعت بشراشرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمية هيأة تناسب هيئة الملكية وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية وكان خلقا لهذه النفس وديدنا وجبلة لا تنفك عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك ان الانسان اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ورحم رجله لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة اولكونه سببا لتمام ما اراده الحق تبارك وتعالى في الخلق من الهداية واشاعة النور ولكون هذه النفس معدودة في عداد التدلي بان التفتت هذه النفس وطمحت بجهد همتها الى التدلي واندرجت فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح ملكي وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخيلات كالاشغال القلبية او بالوهم المحاكي للجبروت وهو الذي يسميه اكثر اهل الزمان باليادداشت

المشاهدة الثامن

تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو **تحقیق شریف ومشاہد اخری** جاننا چاہیئے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۂ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہیں اور ملکیہ قوتیں قوی اور مستقل ہو جاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنیکے اور یہ کمال کئی وجہوں پر ہے انمیں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلیے کہ جب قوۂ ملکیہ قوۂ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۂ بہیمیہ مطیع ہو جاتی ہے اور بالکل اسکے تحت تصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل ہو جاتی ہی اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہی ایک ہیئت مناسب ہیئت ملکیہ بعد یہی قوۂ بہیمیہ کا انتہا کمال ہے اور جب امر یکے بعد دیگرے کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہی اور اس نفس کے واسطے یہ خلق وعادت اور طبیعت بن جاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے جدا نہو اور ایک انمیں سے نور رحمت ہے یہ اسلیے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سبب سے اسپر رحمت بھیجتا ہی اسلیے کہ انسان تمام لوگونکی سختی دور کرتا ہی یا اسلیے کہ وہ سبب ہوتا ہے اسکے پورا ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس میں پس جب اسمیں یہ تینوں وجہ جمع ہوئیں یا انمیں سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہی تو اس وقت نفس کو انشراح ملکی ہوتی ہے بعض انسے یہ ہے کہ جب نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہی یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال بتانیوالا ہی اور یہ وہی ہی جسے اکثر اہل زمانہ یادداشت کہتے ہیں

حصل للنفس وخلص الیها ملکة بسیطة ولون
جبروتی وکثیرا ما یسمی ذلک نور الیادداشت ومنها
نور الاحوال وذلک لان النفس اذا کانت ممن
یتمطی لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهیبة والتعظیم وغیرها
خلص الی جوهرها صفاء ورقة وقوام فاذا انفکت
عن الجسد ولم یخففها ارادات متجددة
انطبعت فیها الوان اسماء الحق وانوار حصلت لها
بهاء کثیرة وابتهجت بکل رقیقة فهذا
حال اکثر الارواح وبتلک الانوار تکون کمرآة مطلقة
فی الشمس امتلئت نورا وضوءا او کحوض
ممتلیء ماء ضربه نور الشمس فی یوم راکد الریح وقت
الهاجرة فاکتسا الماء لون الشمس فاذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم انی لما زرت شهداء بدر رضی الله
تعالی عنهم وقمت بحیال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الینا دفعة فی اول الامر
کمثل الانوار المحسوسة حتی ترددت انی ادرکها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فیها ای انوار هی
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذی
ینسب الی ابی ذر الغفاری رضی الله تعالی عنه
بصفراء والله اعلم بحقیقة الحال وجلست
حیاله وتوجهت الی روحه ظهرت لی کمثل
هلال الثالثة فتاملت فیها فاذا انوار الاعمال
ونور الرحمة جمیعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وکنت قبل ذلک بمکة المعظمة فی مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور درست ہو جاتا ہے اسکا ایک
ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو نور یادداشت
کہتے ہین اور اُن مین سے نور احوال ہے اور یہ اس لیئے
کہ نفس جب ہو جاتا ہے انمین سے جو تغیر رہا ہین واسطے
بدلنے احوال خوف و رجا اور قلق اور شوق اور اُنس و ہیبت
و تعظیم وغیرہ کے درست ہو جاتی ہے اسکی جوہر کی صفائی
اور رقت و قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اسکو
گھیر نہ لیا ارادون متجددہ نے تو اسمین منطبع ہو جاتے ہین رنگ
انوار اسماء الٰہی کے اور اسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتے ہین ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے
اور اُن نورون سے روح ہو جاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دہوپ مین رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند
ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جسپر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا
ٹھہری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب سے
منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جانو کہ جب مینے
زیارت کی شہداء بدر کی رضی اللہ تعالی عنہم اور مین اُنکے
مزارون کے گرد کھڑا ہوا تو اُنکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا
ایسا نور کہ جیسے ان آنکھو نکے آگے ہی یہانتک کہ مین تردد مین تھا
کہ ان آنکھونسے دیکھتا ہون یا روح کی آنکھونسے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا
نور ہے تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اُس مزار
کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ اور جو وادی
صفرا مین ہے اور حقیقت حال خدا کو خوب جانتا ہے اور جب مین بیٹھا گرد اُس
مزار کے اور متوجہ ہوا انکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا
مینے سوچا تو وہ نور تو اعمال اور نور رحمت دونون جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور
بہت ظاہر تھا اور اُس سے پہلے مکہ معظمہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

النبی صلی الله علیه وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی الله علیه وسلم ویذکرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قبل بعثته فرایت انوارًا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتها ببصر الجسد ولا اقول ادرکتها ببصر الروح فقط الله اعلم کیف کان الامر بین هذا وذلك فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائکة الموکلین بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورایت یخالطه انوار الملائکة انوار الرحمة **مشاهد اخری بالاجمال** لما دخلت المدینة المنورة وزرت الروضة المقدسة علی صاحبها افضل الصلوة والتسلیمات رایت روحه صلی الله علیه وسلم ظاهرة بارزة لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی الله علیه وسلم فی الصلوات وامامته بالناس فیها وامثال ذلك من هذه الدقیقة وکذلك الناس عامة لا یلهجون بشیء الا بما یترشح علی ارواحهم من علم فیاخذون اما حقیقة واما شبحه فیخبر واحد ویتلقاه الآخر بالقبول لما ادرك ادراکا اجمالیا ویسمعه ثالث فیؤیده بوجه آخر ورابع فیذکر شبحا مناسبا وهلم جرا حتی یتفق امة من الناس علی ذلك فلیس تفاقهم فی مثل ذلك سدی فلا تتردد

مولد مبارک مین تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو آپکی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہد جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو مین نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے مین یہ نہین کہسکتا کہ آیا ان آنکھون سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہون کہ فقط روح کی آنکھون سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھون سے دیکھا یا روح کی پس مین نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور اُن ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسون اور مشاہد پر موکل مقرر ہین اور مین نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہین **مشاہدہ دوسرا بالاجمال** جب مین داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضۂ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط عالم ارواح مین بلکہ عالم مثال مین ان آنکھون سے قریب پس مین نے معلوم کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین خود موجود ہوتے ہین اور لوگونکو نماز پڑھاتے ہین اور اور ایسی باتین وہ یہی دقیقہ ہے اور اسیطرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہین لاتے مگر جو انکی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتًا یا اسکی صورت پھر ایک اسکو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کر لیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اسکی تائید کرتا ہے اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت مناسب اسی طرح اور یہان تک کہ اس امر پر لوگون کی ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور اُن کا اتفاق ایسے امرون مین مہمل نہین پس تو حقیر نہ سمجھ

المشہورات العوام ولکن تفطن باسرارہا بلھجین ثم توجہت الی القبر الشامخ المقدس مرۃ بعد اخری فبرز صلی اللہ علیہ وسلم فی رقیقۃ بعد رقیقۃ فتارۃ فی صورۃ مجرد العظموت والھیبۃ وتارۃ فی صورۃ الجذب المحبۃ والانس والانشراح وتارۃ فی صورۃ السریان حتی اتخیل ان الفضاء ممتلی بروحہ علیہ الصلوۃ والسلام وھی تتموج فیہ تموج الریح العاصف حتی ان الناظر یکاد یشتغلہ تموجہا عن ملاحظۃ نفسہ الی غیر ذالک من الرقائق ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الامور ببدی لی صورتہ الکریمۃ التی کان علیہا مرۃ بعد مرۃ انی لطامح الھمۃ الی روحانیتہ لا الی جسمانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فتفطنت ان لہ خاصیۃ من تقویم روحہ بصورۃ جسدہ علیہ الصلوۃ والسلام وانہ الذی اشار الیہ بقولہ ان الانبیاء لا یموتون وانہم یصلون ویحجون فی قبورہم وانہم احیاء الی غیر ذلک ولما اسلم علیہ قط الا وقد انبسط الی وانشراح وتبدی وظہر وذلک لانہ رحمۃ العالمین **مشہد آخر** لما کان الیوم الثالث سلمت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی صاحبیہ رضی اللہ عنہما ثم قلت یا رسول اللہ افض علینا مما افاض اللہ علیک جئناک راغبین فی خیرک وانت رحمۃ للعالمین فانبسط الی انبساطا عظیما حتی تخیلت کان عطاف ردائہ لفنی وغشینی ثم غطنی

المشاہد العاشر

مشہورات عوام کو لیکن تو اسمین ان اسرار کو سمجھ جو وہ بیان کرتے ہین پھر مین متوجہ ہوا روضۂ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت مین کبھی تو فقط صورت مجرد عظموت وہیبت مین اور کبھی صورت جذبہ ومحبت اور انس وانشراح مین اور کبھی صورت سریان مین حتی کہ مین خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت علیہ الصلوہ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اسمین موجین مارتی ہی مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکھنے والیکو تموج اُن لطافتونکی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور مین نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اصلی صورت مقدس مین بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیتہ مین دیکھون نہ جسمانیتہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس مجکو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصتہ ہے روح کو صورت جسم بنا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جسکی طرف آپ نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہین اپنی قبرونمین اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنی قبرون مین اور وہ زندہ ہین وغیرہ وغیرہ اور جب مین نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشرح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے کہ آپ رحمت للعالمین ہین **مشہد دیگر** جب تیسرا روز ہوا مین آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ اسمین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے ہم آپکے عطا کی شوقین آئے ہین اور آپ رحمت للعالمین ہین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک کہ مین نے خیال کیا کہ آپکی عنایت کی اس چادر نے مجکو لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپا لیا

عظة وتبدی لی واظهر لی الاسرار وعرفنی بنفسه وامدنی امدادا عظیما اجمالیا وعرفنی کیف استمد به فی حوائجی وکیف یُردّ هو الی من یصلی علیه وکیف ینبسط الی من اطرے فی مدحه والح علیه فرأیته علیه الصلوٰة والتسلیمات قد صار من جوهر روحه وبدنه ونفسه وجبلته وفطرته مظهریةً للتدلی العظیم المنبسط علی وجه البشر حتی یکاد الظاهر یتمیز من المظهر وهذه التدلی العظیم هی التی تدعی عند الصوفیة بالحقیقة المحمدیة وهی التی یصفونها بانها قطب الاقطاب ونبی الانبیاء وکنهها بروز هذا التجلی فی البرزة البشریة فلما انعقدت حقیقةٌ فی المثال متوجهة الی الخلق سمیت حقیقة محمدیة وقطبا ونبیا وهی تتحد مع کل من بعث الی الخلق ثم اذا تم امر البعثة وتوجه المبعوث الی رحمة ربه وادبر علی الخلق انفکت عنه واما سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما کان مندرجا فی اصل بعثته ان یکون شهیدًا یوم القیمة شفیعا یومئذ ممهدا من الله للعصاة من خلقه ولطفا منه بالنسبة الیهم لیخرج منه علیه الصلوٰة والسلام همة عظیمة تقتضی شمول الرحمة ایاهم وخلوص ملکیتهم عن بهیمیتهم فیکون مهبط الرحمة الله وجوده بالنسبة الی اولئک الاقوام وذلک کخلقه قوی التناسل لیبقی النوع وکذلک خُلِق فی کل نوع

اور ظاہر کئے مجھپر اسرار اور پہچنوائے مجھسے خود اور ایک بڑی اجمالی میری امداد فرمائی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپ سے اپنی حاجتون مین مدد چاہون اور کس طرح آپ جواب دیتے ہین جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو آپکی مدح مین کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ اپنی جوہر روح اور علاوہ نفس و جبلت و فطرت کے باعث تدلی عظیم کے مظہر ہوگئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر جسمین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی وہ تدلی عظیم ہے جسکو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہین اور اسی تدلی سے مراد ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہین کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء ہے اور کنہ اسکا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت مین پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت کی طرف اسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف پھر جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے تو تدلی جدا ہوجاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت مین یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہون اور شفیع ہون اس روز اور عذر خواہ گنہگارونکے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کی مقتضی ہو انپر اور انکی ملکیت بہیمیہ سے خالص کرنیکو کہ آپکا وجود ان لوگونپر رحمت الٰہی نازل ہونیکا باعث ہو اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے بقاء نوع کے واسطے اور اسی طرح پیدا کی گئی ہے ہر نوع مین۔

ما يفيده عنده نوب النوائب لم يزل صلى الله عليه
وسلم لا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه
فذلك كان احق الانبياء بحلول هذه الحقيقة
المثالية فيه واتحادها معه بحيث لا يتميز الظاهر
من المظهر فكان عينها لا يطرء عليه الانفكاك
وهذا احد معاني هذا البيت المشهور ؎

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدًا على افق العلى لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقيقة ابصرته ببصر روحي ولمية
الاتحاد تفطنت بها ورأيته صلى الله عليه وسلم
مستقرا على تلك الحالة الواحدة دائما لا يزعجه
في نفسه ارادة متجددة ولا شيء من الدواعي
نعم لما كان وجهه صلى الله عليه وسلم الى الخلق
كان قريبا جدا من ان يرتفع انسان اليه بجهد همته
فيغيثه في نائبته او يفيض عليه من بركاته
حتى يتخيل انه ذو ارادات متجددة كمثل الذي يهمه
اغاثة الملهوفين المحتاجين وتأملته عليه الصلوة
والسلام الى اي مذهب من مذاهب الفقه
يميل لاتبعه واستمسك به فاذا المذاهب كلها عنده
على السواء وليس علم الفروع في حالته وهذه من ديدن
روحه الكريمة انما الداخل في جوهر روحه اصل علم
الفروع وهو عناية الحق بنفوس البشر من جهة
اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا الاصل له
فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل
في جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبة

وہ چیز جو اسے مفید ہو ہر وقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور
منہ کئے ہوئے ہین انکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے حقدار
زیادہ ہین بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے
آپ مین اور متحد ہونا اسکا آپکے ساتھ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے
حقیقت مین جدا ہی نہین اور یہ بھی ایک معنی ہین اس
بیت مشہور کے ؎ پہلونکے آفتاب چھپ گئے اور ہمارا آفتاب
ہمیشہ بلندی آسمان پر تابان رہیگا اس حقیقت سے
آپکے متحد ہونے کو مین نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا
اور اتحاد کا سبب مین نے اس سے معلوم کیا اور دیکھا
مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی
حالت واحدہ پر کہ وہان سے آپکو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا
سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہان جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہین
خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین کہ انسان اپنی
کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کرین اسکی
مصیبت مین یا اسپر ایسی برکتین فاضہ فرمائین کہ وہ خیال کرے
کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون محتاجونکی
فریادرسی مین مصروف ہو اور مین نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب
فقہ مین سے کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بھی وہی مذہب اختیار کرون
تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین اسحالتمین علم فروع آپکی روح
مبارک کی عادت مین سے ہی نہین آپکی جوہر روح مین علم فروع کی اصل داخل ہے
اور وہ عنایت حق ہی نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق اور انکی اصلاح
کی جہت سے اور یہ اصل ہے اور اسکی فرع اور صورتین مختلف ہوتی ہین اختلاف زمانہ
کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ اصل ہے اسیواسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء لا يتميز عنده مذهب من مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجيء من امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو كان احدا لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن له صلى الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض وهو ان تيفق اختلاف في ملته وتقاتل بين الناس وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه وكذالك رأيت الطرق كلها عنده على السوي اكثر المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقاد تقصر في جنب الله ورسوله فياتي رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على تقصيره والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ مخالفة وانكيلجا فانسد باب الفيض من جهة سوء القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والا نقياد لحكم الله وان ليس هنا لك طريقة مضبوطة غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا او ملازما للخروج عن ربقة الانقياد فيفطن بان النبي صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه الشبهات كثيرا ما يقع الطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا جدا نہین معلوم ہوتا اسلیئے کہ ہر مذہب محیط وحاوی ہوتا ہے ان امہات واصول فقہ پر جو دین محمدی مین واجب وضروری ہین اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی شخص ایک مذہب کا نہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی نسبت ناراض نہین مگر اس صورت مین جب دین مین اختلاف اور لوگوں مین جنگ وجدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپکے بغایت غصہ کا موجب ہے اور اسی طرح مینے دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپکے نزدیک برابر ہین اور اسکے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض آدمیون کے ذہن مین ہوتا ہے کہ فلان مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے پھر قصور ہوجاتا ہے اسمین تو اسکے دل مین یہ اعتقاد جم جاتا ہے کہ مین نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کُھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ وہ آپکے پاس اسطرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت اور رکاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہونیسے بند ہوگیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو چھوڑنا شرع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین پس اُس سے نکلنا اُس کے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر عتاب ہے اور اسیطرح کے بہت سے شبہات ہین جو طالب کو پیش آتے ہین اور اس بات سے آگاہ کردینا بھی ضروری ہے . . . .

ايضا على ان ناسا يدخلون المدينة المنورة
فيرون اهلها على اعمال غير مرضية عندهم او في
نفس الامر فيبغضونهم ويضمرون حقدا ثم
يدخلون الروضة المقدسة ويواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانكدر
حالهم فاياك ثم اياك ان يصدر لك من هذا النوع
الاتم عليه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورأيته عليه الصلوة والسلام لابسا لباس العظموت
والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب
تعدد كمالاته وتوجه الناس اليه باستعداداتهم
وامدني عليه الصلوة والسلام في ذلك المجالس امدادا
اجماليا تفصيله المجددية والوصاية والقطبية
الارشادية واعطاني قبولا وجعلني اماما وصوب
طريقتي ومذهبي اصلا وفرعا لا لجميع الناس
بل الناس مخصوصين فطرتهم فطرة التحقيق
بشرط ان لا يكون سببا للاختلاف والتقاتل فهذه
النكتة يجب ان يتنبه بها كل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطريقتنا سلوكا ثم اردت ان اساله
عن مسائل مبادي الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فاذا هو عليه الصلوة والسلام متوجه
بالكلية الى التدلي المذكور فكلما اردت ان
اساله منعني استغراقي في كيفية حاله عن سواله
وعلمني ان اجلس بين يديه فاسال ربي بلساني
الذي حذو الملاء الاعلى ثم اتلفع بنوره
حينا ثم اسال ثم اتلفع ثم اسال وهلم جرا فعند

کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو انسے بغض و کینہ
رکھتے ہین پھر جب روضۂ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور ادھر
متوجہ ہوتے ہین اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اور انکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اس نوع اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے
امر دیکھتے ہین اور مین نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو
عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگونکا آپکیطرف
متوجہ ہونیکے اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجکو امام اور اچھا فرمایا میرے طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کیواسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکے جنکی فطرت مین تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو پس اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا
اُسے جو ہمارا مذہب اصلاً و فرعاً اختیار کرے اور ہمارے طریقہ سلوک پر چلے
پھر مین نے چاہا کہ دریافت کرون آپسے مسائل مبادی وجود اور
مراتب وجود اور فنا اور بقا تو مین نے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اس
تدلی مذکور کیطرف پس جب مین چاہتا تھا کچھ پوچھون تو میرا استغراق
آپکی کیفیت حال کے دریافت مین مجکو روک دیتا تھا اور مجکو سکھایا آپنے کہ
آپکے روبرو بیٹھون اور اپنے رب سے سوال کرون اپنی اس زبان سے جو ملاء اعلے
کیطرف ہے پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر
لپیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت

ذلك مختلط سوالی وهمته العلیا فیصیب السهم
المرمی ورأیته مستقرا علی حالة واحدة من حفظ
صورته الکریمة وکونه غیبة وکرشا وقاپة ودعا
لذلك المذکور متوجها الی الخلق لابسا لباس عظموت
وفیه من القبول والجذب والالفة حال لا یحصی ولا
یدرك انتهاءه فاذا توجه الیه انسان بجهد همته
ولا ارید الانسان العالی الهمة فقط بل کل ذی کبد
یشتاق الی شئ ویتوجه الیه بقصده وشوقه فانه
یتدلی الیه وهذا رد السلام واجابة الصلوات
یعنی یحصل بسبب صنیع هذا الانسان حالة
شبیهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظیما
وهو ان الحکمة فی جعل هذه النسمة المبارکة ذا
للتدلی ان یتقرب الحق جدا الی اهل الارض والی
سفلتهم ایضا وکان هذا الجود لا یتم الا بتوسط
النسمة ورأیته علیه الصلوة والسلام ینشرح
انشراحا عظیما لمن صلی علیه وسلم ورأیته صلی
الله علیه وسلم بارزا مفیضا فیض الصحبة
کمثل المشائخ الصوفیة فی مجالس الافاضة وانا
بین یدیه وکل ما علمناك مشهد واحد من مشاهد
وتفطن اخی محمد عاشق سرا عجیبا لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج کمال تام من کمالات
ولذلك یظهر فی قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجح وسر المسئلة ان الوصول الی الله تبارك
وتعالی هو الکمال ولما تدلی الحق الی الخلق بنصب
الکعبة شعارا من شعائره کان الوصول الیها

مختلط ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچگیا
اور دیکھا میں نے آپ کی صورت کریمہ کو محفوظ حالت واحدہ پر اور یہ کہ
آپ محل راز اور کثیر الامت اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے
ہیں جس حال میں کہ لباس عظموت پہنے ہوئے لوگونکی طرف متوجہ
ہیں اور اسمین قبول اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ اسکی
انتہا نہیں دریافت ہوسکتی پس جسوقت متوجہ ہو آپکی
طرف کوئی انسان اپنی کوشش ہمت سے اور میری مراد
فقط انسان عالی ہمت سے نہیں بلکہ جو اولو العزم کسی
شے کا مشتاق اور آپکی طرف متوجہ ہو اس شے کے قصد
اور شوق سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اسکی طرف اور یہی رد
سلام اور اجابت درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ
کے انسان کو ایک حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد کے
اور میں بتاؤں تمکو ایک سر عظیم اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ
مبارکہ کو تدلی کے طرف بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ کا بہت
قرب ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے
کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے اور دیکھا
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے
اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی مدح کرے اور
میں نے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ کے مجلس افاضت میں اور میں آپکے حضور میں ہوں
اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق
کو خوب معلوم ہوا ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ وہ حق کی طرف سے
ہے یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے اور کمالوں میں سے اور اسیواسطے حاجیوں کے دلمیں
بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی الیہ کا
وصول ہی تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کیطرف کعبہ شریف کے
قائم کرنے سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کیطرف وصول اللہ ہی کیطرف وصول ہوا۔

هو الوصول الی الحق بحسب المسافة فالوصول
الی الله علی وجوه والوصول بالمسافة ینتهی بالنجح
والله اعلم

مشهد آخر

سألت النبی صلی الله
علیه وسلم عن معنی قوله کنت نبیا و آدم منجدل
بین الماء والطین وما کان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الخطر بالبال بل ملأت روحی شوقا
ونزوعا الی هذا السر ثم الصقتها بجنابه بما تسنّه
اقدر فاستمدت منه بصورة مثالیة فارانی صورته
الکریمة المثالیة قبل ان یوجد فی عالم الاجسام
ثم ارانی کیفیة انتقاله الی هذا العالم من عالم
المثال وارانی اشباح الانبیاء المبعوثین وکیف
افیض علیهم النبوة من حضرة التدبیر وکیف
افیض علیه فی عالم المثال من تلك الحضرة وارانی
اشباح الاولیاء وکیف یفاض علیهم العلوم
والمعارف بعد فوضهم الی الامر واستبان ووعیت
عنه ما افاض علیّ من صورته المثالیة وفطنت
بما اراد فی تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنته
اعلم ان الله تبارك وتعالی تدلیا عظیما متوجها الی
الخلق به یهتدون والیه یلجأون وهذا التدلی له
فی کل برهة من الزمان شأن فیبرز الی الخلق
برزة بعد برزة وکلما برز برزة ظهر فی العالم
عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الی الخلق
بالامر والنهی والتکلیف فالرسول ومعه الذی به عنوان
دتلك البرزة حقیقة فاذا برز برزة ظهر فی الناس
وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم یعلموا

بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت طریقے ہین
لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوتا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر

مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اس حدیث شریف کے معنی دریافت کئے جو آپ نے فرمایا
ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب و گل ہی تھے کہ مین نبی
تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے
خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری
ہوئی تھی پھر مین ملا الجناب سے جہانتک مین قدرت رکھتا
تھا اور آپکی صورت مثالیہ کے قریب پس آپنے دکھائی
اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پائی جاتی
تھی پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم مین آنیکی عالم مثال
سے اور دکھائین مجھکو صورتین انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ
کس طرح ان پر فاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اسکے
جو ملے آپکو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائین مجھکو صورتین
اولیاء کی اور یہ کہ کسطرح انکو ملے علم اور معرفت بعد اسکی تو مجھکو
حال معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور مین ظرف ہوگیا اس چیز کا جو مجھکو
ملا صورت مثالیہ سے اور مین نے جان لیا جو آپنے اس افاضہ مین چاہا
مین اب بیان کرتا ہون تم سے جو مین سمجھا جاننا چاہئے کہ اللہ تبارک و
تعالی کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت پاتے
ہین اور اسی کی التجا کرتے ہین اور اس تدلی کی ہر ایک ساعت زمانہ مین
شان ہے کہ خلقت کیطرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر
ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم مین اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور یہی
مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کیطرف اللہ کے امر و نہی اور
شریعت کے ساتھ پس رسول اور وہ جو احکام کا عنوان ہین اور وہ
ظہور حقیقت ہے کسی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں مین علوم و معارف اس

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشر
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اى هيكله المثالى امكن من نفسه لانطباق
هذا التدلى بحسب برزة من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلى على الجزئى وذلك
لسابق عناية الله به والناس ليوجد لهم غياث
بعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد تشريع
عليهم وذيدوى فاسده عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل تسوية آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرائقهم
فمن مفرط ومن مفرط اقتضى التدبير الالهى
ان يسوى امرهم فانطبق التدلى على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاحهم فهو

که وہ فائض ہین اُس ظہور سے اور اسکے مناسب ہین اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہین اور معرفتین اگر وہ ایسے لوگ ہین
کہ کلام رسول اللہ سے استنباط کر سکتے ہین تو انکو احبار اور
رہبان کہتے ہین اور اگر وہ لوگ ایسے نہین ہین اور انکی ہمت ہی علم
حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہے تو وہ لوگ حکماے محدث اہل حکمت
ربانی ہین تو دونون فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہین
اس بات کو جانین یا نجانین اور یہی بڑا احسان ہے واخبار
رسول کہ اُسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہین سنتی تو جب
اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ
ہون تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنیکا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنیکا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو ہیکل ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپکی ہیکل مثالی بہت ممکن ہوے
اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور
کے ظہورات مین سے پس منطبق ہو گئی اُسپر از روے شبیہ کے
جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالیٰ کی سابق
عنایت سے ہے اُسپر اور لوگو نپر تا کہ پایا جاوے ایسا مددگار کہ
معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور انکی شریعت
کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے امراض
فاسدہ جب اُنکو اُس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت
پس یہ معنی ہین آدم سے پہلے اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوے اشخاص بشری اور انکے
طریقے مختلف ہوے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ انکے کام مین اعتدال آجاوے تو منطبق ہوئی
تدلی اُن شخصو نمین سے ایک شخص پر اور وحی کی اُسپر وہ باتین جن مین

وبرز ببعثه برزة ما من البرزات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض لاستعداده
له واما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز ببروزه برزة من برزات التدلي
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فلبست البرزة
لباس المثال وسد الافاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام واما بعد فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي التدلي فما من آخذ علما
او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقة عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذون عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك
الاشخاص عن السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في المهد انعقادا ضعيفا

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس اس
شخص پر اس نبی کا وہی وجود بشری ہی منطبق ہے
اور بیشک وہ مثال میں حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا حکایتہً
نہ تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر اس
برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و سدید
کردیا اور پہلے تدلی کا بروز مثال کے لباس میں نہ
تھا اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد
میری یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب ظہور اس تدلی کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن
بعد میں یہ ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہو علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال تو اسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہو گئی آپکے بعد
نبوت اسلیئے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث
مانند عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا
جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہو گیا کہ آپ رحمۃ للعالمین
ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور سب انبیاء کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور اولیاء اللہ
حاصل کرتے ہیں فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت آنحضرت کی ہے اور مجھکو تمیز نہیں ہوا کوئی
اُن اشخاص میں سے اس راز کا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ انکی نبوت عالم مہد میں منعقد ہوئی سو انکا انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر التدلى ببعثة بروزة روحية ظهورا اضعف من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث الا في ملته ولما تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وفيضت العلوم والمعارف فيضا انجاحارتها في الاكثر منعقدة فى المثالى **تحقيق شريف** فان **قلت** ما الحكمة فى كون الناس فى الزمن الاول بعد ادم عليه السلام مايلين الى جمود القريحة وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية يستنبط حينئذ من الارتفاقات الا القليل ولا من العلوم المحاضرية الطبيعية والالهية الا القليل النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم وخوضهم ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا قليلا فى اليونان والروم والفارس وبنى اسرائيل والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فتح بعده العلوم تجاوبتم منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية والمحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء لها ولا رجا **قلت** ان لله تبارك وتعالى تدليا عظيما امتلأت منه السموت والارضون وحقيقته معرفة الشخص الاكبر بربه فانه لما عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي من تصوره ارتسمت فى مداركه صورة شامخة

انعقاد نبوة ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی تدلّی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسیواسطے آپکے بعد نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آپکی ملت مین اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہوگئی نبوت بالکل اور افاضہ ہوئے علوم اور معرفتین اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر طور پر منعقد تھے مثال مین **تحقیق شریف** اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق مین حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کُند ذہن و سردطبع بہائم سیرت ہوئے کسی نے اسوقت ارتفاقات کا استنباط نکیا مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرات طبعی والٓہی انکو حاصل ہوئے مگر شاذو نادر کو باوجودیکہ عمرین بڑی پائین اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان وروم وفارس وبنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب مین یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا روان ہوگئے اور اُنسے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے نہ حد مین کہتا ہون کہ اللہ تعالی کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور زمینین پر ہین اور اسکی حقیقت شخص اکبر کا اپنے رب کو پہچاننا ہے پس جب اُسنے اپنے رب کو پہچانا جیسا اس کے پہچاننے کا حق تھا اور اس کا تصور کیا جیسا چاہیئے اس کا تصور کرنا تو اس کے مدرکہ مین ایک صورت عالیہ منتقش ہوگئی

تجلی جلال الله وعزه على وجه وهذه الصورة
دائمة ما دام الشخص الاكبر وهي منطبقة على
الله وحاكية له اتم حكاية واوفقها بما في نفس
الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاك في الطبيعة
الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كان
انحفاظ الطبيعة الارضية في المعدن والنبات
والحيوان والانسان وكانت خواصها ومقتضيا
تها وقواها ايضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم
لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات
والانسان كانت طبائع العناصر والافلاك
محفوظة فيها وليست هذه الا كالمرايا لظهور
خواص الافلاك وحركاتها والعناصر وطبائعها
وكانت طبيعة كلية بما معها من القوى محفوظة
في الافلاك والعناصر فكل فرد من الانسان في جذر
فواده وجوهر نفسه واسره تحقق معرفة بربه
الا انها في حجب كثيرة اذ لوح نفس الانسان عرضة
لظهور حكم كل طبيعة من طبائع الامهات المومنات
وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفائها و
يختفي حكم نقطة التدلي الذي هو الحبل الذي من تمسك
به عرف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف
انفسادها الى الطبيعة الكلية واجزائها فمثل
نور الله عنده كمشكوة فيها مصباح المصباح
في زجاجة الآية استنارت الحجب كلها بنور الاصل و
استضاءت بضوءه وكانت له في معرفته لا عليه

جو یاد دلاتے اللہ تبارک و تعالی کا جلال و عزت جو اسکے شایان ہے
اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم رہے
اور وہ اللہ تعالی پر منطبق ہے اور اسکی پوری طور پر یاد دلانے
والی اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ مین تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھی
اُس صورت مین اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے
معدن اور روئیدگی اور حیوان اور انسان مین اور انکے خواص
اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہین ساتھ انحفاظ
اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات
اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک
ان مین محفوظ تھے اور نہین یہ مگر مانند مرایا کے واسطے
ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اسکے طبائع
کے اور طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر مین محفوظ
تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور بنیاد
تحقیق مین اپنے رب کی معرفت تھی مگر بہت سے پردون اور حجابون
مین اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہی واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
امہات و مولدات سے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتون کے ناقص ہو جاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسانی کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی سی ہی کہ جو اسکو پکڑے اپنے ربکو پہچان لے پس وہی حجاب ہین
کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوے ہین تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبیہ
حقیقت الحقائق پر اور جان لیا اس نے انفسار تدلی کا طبیعت
کلیہ اور اسکے اجزا کی طرف ہے تو اسکے نزدیک اللہ کے نور کی مثال
ایسی ہے کہ جیسے ایک چراغ روشن جو شیشہ کی قندیل ہین
ہو کہ کل حجاب نور اصل سے اور اس کی روشنی سے روشن
منور ہو گئے اور وہ حجاب اسکو معرفت الٰہی ہین مفید ہو گئے

ومن لم يرزق التنبه لها لم يعرف انفسادها فمثل
ظلماته المتراكمة كظلمات في بحر لجي يغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآية واذا
تمهد هذا فاعلم انه بقدر اعداد المعدات تظهر
هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد اتم واوفر
كان ظهورها اصرح وابين ومن المعدات
الملأ الاعلى ولست اعني بهم الملائكة فقط بل
اعظمهم واشبههم نفوس الكمل حين طرحت
عنها جلابيب بدنها الكثيفة فكل من مات
من الكمل يتخيل الى العامة انه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل تجوهر وقوي فكل سيد من
سادات الملأ الاعلى يوفق لقدح الحجب المتراكمة
والوصول الى هذا التدلي فيدخل موج من هذا
التدلي في شرجة هذه النفس فيمتلي النفس بمعرفة
الله ثم يعود الموج الى هذا التدلي فيتحقق لهذا
التدلي تدل آخر الى ما يلي النفوس البشرية
المحبوسة في اجسادها ويعد العالم لتقريب فاضة
المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتراكم انوار
الملأ الاعلى وتتزايد اعدادها بعضها الى الاعلى
وبعضها الى الاسفل وبعضها بين هذا او ذاك
حتى امتلأ الجو الذي بين ارض هذه النفوس
وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم
في آخر الزمان اسرع ما يكون واصرح ما يكون
والى هذه الدقيقة اشار النبي صلى الله عليه وسلم
حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المؤمن

نہ مضر اور جس شخص کو نصیب نہو اتنبہ حقیقت الحقایق پر
اور اُسنے نجانا اُسکے انفسار کو تو اسکی سخت تاریکیوں کی مثال ایسی ہے
جیسے ایک گہری دریا کی اندھیریاں جھپیڑے مارتی ہے اسکو لہر پر
لہر اور اسکے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ مُعدات کے
شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اُسکے آثار اور جسقدر کہ
اعداد بہت ہونگے اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر ہوگا اور مُعدات
مین سے ملاء اعلی ہوتے ہین اور میری مراد اس سے فقط فرشتے
نہین بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہین اُن سے جب وقت
انکے بدن کثیف کی چادرین اُتار ڈالی جاتی ہین تو جب کوئی
کاملین مین سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہین کہ وہ عالم سے
گم ہوگیا خدا کی قسم وہ گم نہین ہوا ایسی ہر ملاء اعلی کے
ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی کیطرف
پہنچنے کی توفیق دیجاتی ہے پھر اس تدلی کی ایک موج اس نفس کے
شرجہ مین داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا ہے
وہ موج اس تدلی کی طرف عود کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس
تدلی کے اس چیز کیطرف کہ قریب ہے اُن نفوس بشریہ کے جو
اجسام مین بند ہے اور آمادہ کرتی ہے عالم نفوس بشریہ پر معرفت کا
افاضہ کرنیکی تقریب کیواسطے ایک تدلی جو عود کرے اور اسیطرح
متراکم ہوتے ہین انوار ملاء اعلی کے اور بڑھتے جاتے ہین اعداد
انکے بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونو کے درمیان
یہانتک کہ پُر ہوجاتا ہے جو ان نفوس کے زمین اور معرفت آسمان کے بیچ
مین ہے اور اسیواسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ مین پہلے سے
زیادہ سریع اور صریح ہوتی ہے اس دقیقہ کی طرف اشارہ
فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا
ہے ....

يخطى اى اذا اقترب من القيمة وكذلك فى الطبيعة العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و الانواع فكل من برع فى استخراج الارتفاقات انما استمطر الجود هاهنالك واذا ارتسخ هذا الفيض فى قلبه ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال تدلى الى سائر النفوس البشرية وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع لا يفقد هو ولا براعته ولا هذه الشرحة بل كل ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها لبعض ونسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة فى المثال تشخص واحد كنسبة القوى والصور الخيالية وكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد عن كدر سائر الناس وهذه المعرفة احد معانى قولنا فى القصيدة اللامية

شهدت تداوير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحى المتماثل

مشاهد اخرى

على الاجمال ما توجهت قبل قبره عليه الصلوة والسلام الا ورايته حاضرا ظاهرا امّا بان تفتح بصر روحى فرايته على ما هو واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر حاكيا عنه فيوما توجهت اليه ونفسى ملآى من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مراتب الوجود واستنباط معارف الشرائع من قبيل تفتيش حال النفوس فلصقت نفسى

المشاهدة الثانية فى حال النفس

جسوقت زمانہ قیامت قریب تو مومن کے خواب سچّے ہونگے اور اسیطرح طبیعت عرشیہ مین علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہین نہ ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس بس جو کوئی استخراج ارتفاقات مین کامل فائق ہوا اُس نے یہین سے فیض پایا اور جب یہ فیض اسکے قلب مین راسخ ہوگیا پھر عود کیا اپنے منبع کیطرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے بموجب اس کمال کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہوگیا اُن علوم کا منقش ہونا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فائق تو گم نہین ہوتا وہ اور نہ اُسکا کمال و فضل اور نہ وہ شرحہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہین اور ان نفوس کے بعض افراد معد ہوتے ہین بعض کیواسطے اور اسکی نسبت شخص واحد کیساتھ طبیعت انسانیہ مین جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکریہ معد ہوتے ہین فیضان نتیجہ کیواسطے اسیطرح نفوس زکیہ معد ہوتی ہین تمام آدمیونکی پاکی و صفائی کیواسطے اور یہ معرفت معانی مین سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ مین ہے اور وہ یہ ہے

مشاہد اخری

علے الاجمال مین جب متوجہ ہوا روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپکو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہین اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے آپ سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز مین متوجہ ہوا آپ کی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اُس شے سے جس سے مین خاص ہوا یعنی معارف مراتب اور استنباط معارف شرائع قسم دریافت حال نفوس تو میرا نفس

بنفسه عليه الصلوٰة والسلام وامتلأت بتهليها تبلدك العلوم وثلجا بها وبوما افيض على نظر الحق فانه شئ تخصص به النبى صلى الله عليه وسلم من الانبياء لما بيناً من هيكل لتدلى واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه شد توجه فانطبع لون هذا النظر فى نفسى معرفت حينئذ نفسى كانها ينظر اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص هذا النظران هذا الرجل لا يجلس فى مكان يذكر فيه ربه الا تبعته السموٰت والارضون لاسيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل فى جوهر الروح ودين النفس يوما تبدّى الى النور كهيئة اهل الملأ السافل ورايته ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم ينبوعا تجاجاً

المشهد الثالث عشر

مشهد آخر

بينما انا اصلى سبحة الضحى فى مصلى النبى صلى الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى الى السر الذى استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب الملأ الاعلى من العبادة ففطنت حينئذ مراد النبى صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود فاجتهدوا فى الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعنى على نفسك بكثرة السجود فى هذا القرب لا يحصل الا بالدعاء وتضرعها [illegible]

آنحضرت علیہ الصلوٰة والسلام کے مبارک نفس سے قریب ہے اُن علمونکی خوشی اور سرور سے پُر ہوگیا اور ایک روز مجھپر افاضہ ہوئی نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کل نبیون سے بسبب اس ہیکل تدلی کے جو ہم بیان کر چکے ہین اور اس کا خاص ہونا اور آنکا منتقل ہونا ناسوت کی طرف انکے منتقل ہونیکے ساتھ تو مین بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف تو میرے نفس مین منطبع ہوا لون اُس نظر کا تو پہچانا مین نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا مین نے کہ اس نظر کے خواص مین سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان مین بیٹھکر اللہ کا ذکر کرے تو اسکی پیروی کرتے ہین سب آسمان اور زمینین خصوصاً اجزا زمین کے نیچے تک اور اجزا ہوا کے ساتوین آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور مینے دریافت کیا کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و طبیعت و نفس مین اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے اور مینے اسے دیکھا کہ وہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ کی مانند شدت سے جوش کر رہا ہے مشہد آخر ایک روز مین نماز چاشت پڑھ رہا تھا نمازگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ یکایک ایک اسرار نے تجلی کی مجھپر اسکی اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت سے مینے استفادہ کیا اور وہ قرب ہے ملاء اعلیٰ کا اور اصل سبب عبادتونکی تو اُسوقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آیت شریف سے جو آپنے فرمائی اما السجود فاجتہدوا فی الدعا - اور جو آپ نے فرمایا بعض صحابہ سے - اعنی علی نفسک بکثرت السجود یس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور انطراح کے آگے اپنے

المولی وتذلل على بابه واعتصاما باعتابه ولا
یحصل حتی یجتهد فی الدعاء فی السجدة لان السجود
شبح لهذا القرب ولكل شبح الی حقیقته تسارع
من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الی البشر
وارادت الافاضة علیهم كان التعرض لنفحاتها
والتمكن لحلولها والتهیئ لتحققها اعانة لها وتتمیما
لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الی التعرض
لنفحات الرحمة امر النبی صلی الله علیه وسلم بالكثار
خاصة فهذه حقیقة قوله هل تضارون
فی القمر لیلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم
فلا تغلبن علی صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهی ان التدلی المتجلی یوم القیمة
هو الذی یكون قبل وجه المصلی اذا صلی وهو الذی
یقاصم العبد فی الصلوة ویجادیه لكن جلباب
البدن یمنع الناس ان یبصروه ببصر الروح و
ان یغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان یوم
القیمة وكشف الحجاب استقل بصر الروح و
استتبع بصر الجسد ولیست نشاة الاخری
الا من بقایا نشاة الدنیا ولا فرق بین الرویتین ببصر
الروح التی یرزقها الاولیاء فی هذه الدار ویلین
الاخرویة التی تعم المسلمین الا بطرح الجلباب
ثم رایت كل آیة وكل حدیث بحر لهو امواج من
الاسرار ولو كتبت شرح سر واحد منها فی مجلدات
لما احاطت ورایت الاسرار الخفیة مندمجة فی
اشارات القرآن والسنة فقضیت العجب كل

مولا کے روبرو سر جھکانے اور اسکے دروازہ پر ناک رگڑنے
و اسکا آستانہ پکڑنے سے اور نہین حاصل ہوتا جبتک سجدہ
مین دعا کرنیکی نہ کوشش کرے اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا قالب ہے
اور ہر قالب کیواسطے اسکی حقیقت کیطرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے
اور رحمت سے متوجہ ہوتی ہے انسانکی طرف اور اُنپر افاضہ کا ارادہ
کرتی ہے تو اسکی خوشبوؤنکا پیش آنا اور اُسکی حلول کا متمکن ہونا
اور اسکی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہوجاتا ہے اس رحمت کا اور اسکی
مراد کے پورا ہونیکا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب ہے نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور یہ ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جواب آپ نے فرمائی ہی ہل تضارون فی القمر لیلتہ
لبدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ قبل
طلوع الشمس و صلوۃ قبل غروبہا۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کیوقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز مین مقاسم اور
محاوب ہوتی ہی بندہ کی لیکن پردہ بدن انسانکو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہین دیتا اور روح کی آنکھ بدنکی آنکھ پر غالب نہین
آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی آنکھ
مستقل ہوجائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہی نشار دنیا کا اور کچھ فرق نہین روح کی آنکھ سے
دیکھنے مین جو دنیا مین سب کو حاصل ہوجاتی ہے اور عاقبت مین عام
مسلمان دیکھینگے مگر پردہ کی آنکھ اُٹھ جانیسے پھر مین نے دیکھا ہر آیت
اور ہر حدیث شریفکو اسرار کا ایک دریا موج کہ اگر انمین سے ایک سر بھی لکھا جا
تو البتہ جلدین نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ جو اشارات قرآن
شریف اور حدیث شریف مین محفوظ ہیں اور مین کمال متعجب ہوا پھر

العجب فتجلی لی عقیب ذلک التدلی الاعظم فرایتہ غیر متناھی الارجاو رایت نفسی غیر متناھیۃ ورایتنی قابلت غیر المتناھی بغیر المتناھی فابتلعتہ کلہ لم اغادر منہ مقدار ذرۃ فرجعت الی نفسی وتحیرت من عظمھا وکبرھا وسعتھا ثم سری عنی فاذا انا ملآن من النور بنیتہ علی من فوقی ومن تحتی وعن یمینی وعن شمالی بل رایتہ ینبع من قلبی وعینی ویدی وسائر جوارحی وجوانحی

(المشاهدة الرابعة والعشرون)

وکان ھذا آخر ھذا المشھد **مشھد آخر** غاب عنی الھیکل المثالی وتجلی حقیقۃ روحہ صلی اللہ علیہ وسلم متجردۃ عن الالبسۃ التی کانت لبسھا حتی بعض اجزاء النسمۃ ووجدتھا حینئذ کما کنت وجدت بعض ارواح الاولیاء المتقدمین جدا فنحت من روحی صورۃ متجردۃ علی شاکلتھا وشاھدت من الانجذاب والشموخ حالا یقدر اللسان علی وصفہ

(المشاهدة الخامسة والعشرون)

مشھد آخر استفدت منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثتہ بالبرزۃ المثالیۃ للتدلی الاعظم التی انتقلت الی الناسوت مع انتقالہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ واتصلت بھا وافضیت الیھا وخالطتھا فرایتنی متجالھا من التجلیین احدھما الاتم الاعم القریب الی حضرت الوجود الخارجی والثانی نسبتہ الی الاول کنسبۃ مخرج المذھب الی صاحب المذاھب وھو قریب الی حضرت الموجود العلمی و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئی مجھپر تدلی اعظم اسکو مینے دیکھا کہ اسکی حد ہی نہین ہے اور مین نے اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور مین نے معلوم کیا اپنے تئین کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے مین وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کیطرف اور متحیر ہوا اسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم مجھسے پوشیدہ ہو گئے تو اسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے اوپر اور تلے اور میرے دائین اور بائین سے پڑ رہا تھا بلکہ مین نے اُسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ اُس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک رسول اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اُن لباسون سے جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزا نسمہ بھی اور مین نے اُسوقت پایا اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اسکی شکل کی اور مین نے مشاہدہ کیا انجذاب بلندی کو اسقدر کہ زبان اُسکی وصف پہ قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہو گیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق ہوا مین آپکی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین متصل ہو گیا اور پہنچا اور مخلوط ہو گیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے مین ایک کا لبد ہون دو کا لبد ونمین سے کہ ایک اُنمین کا اتم اور اعم قریب بھی حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنیوالے مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سمیت حینئذ بالزکی و باخر نقاط العلم وعرفت حینئذ
ان من خالطها و لقضے الیها کما خالطت فی اوضیت
ای دخلت فی جوهر روحه کمثل دخول
الیاد داشت فی جوهر النفس بان تنشرح الیقظة
التی جبل علیها الانسان به فمن شعب مقامه
المجددیة والوصایة والقطبیة وامامة الطریق
ان یکون کلمة باقیة فی عقبه والسر عمیق فتدبر

المشاهدة السابعة والعشر

مشهد آخر قمت بین یدیه صلی الله
علیه وسلم وسلمت علیه وتکففت متضرعا الدیه والصقت
روحی الیه فبرق منه بارق وتلقته روحی اتم تلقی
فی لمحة واحدة او اقرب من ذلک فتعجبت من سرعة
تلقیها والاحاطة باصلها و فرعها جمیع ارجاء
ها فی آن واحد بل اقل من آن وذلک البارق تجلی
الحبل الممدود الذی شد به العالم باسره فرایت
هذه التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا
الحبل الممدود التدبیر الواحد للفائض من المبدء
الذی تفصیلة العالم باسره وفرع التدبیرات
التفصیلیة التی بها یقوم العالم وفطنت ان هذا
الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة ان ما من قطب
محدث او نبی مکلم الا وله نصیب منه والله اعلم

المشاهدة الثامنة والعشر

مشاهد آخری سلکنی رسول الله
صلی الله علیه وسلم بنفسه وربانی بیده فانا اویسیه وتلمیذه بلا واسطة بینی وبینه ذلک انه
ارانی صلی الله علیه وسلم روحه المکرمة فعرفنی
بها اذ معرفة المفیض قبل الافاضة فعندی وجه

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت میںنے
جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرگ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ مین مخلوط ہوا
اور فائز ہوا یعنی داخل ہو گیا اسکی جوہر روح مین مانند داخل ہونے
یاد داشت کے جوہر نفس مین اس طرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ بیقظہ
جسپر انسان مجبول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے مین سے مجددیت اور
وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت ہے اور حاصل ہوتی ہے
یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہے پس غور کر اسکو

مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور سلام عرض کیا اور بکمال عاجزی سے آپکے حضور مین
ہاتھ پھیلائے اور اپنی روح کو آپ سے ملا دیا اور آپ سے ایک نور چمکا کہ میری
روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے
عرصہ مین یا اسکے قریب مین نے بہت تعجب کیا کہ کسقدر روح
جلدی ملاقات کی اور اصلی و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک
آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل
ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مین نے دیکھا یہ تجلی آپکے
جوہر روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد ہے
جو فائض ہے اس مبداء سے جسکی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع
اس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہین جنسے عالم قائم ہے
اور مین نے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے
اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم۔

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپنے میری تربیت فرمائی پس مین
اویسی ہون اور شاگرد ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بلا واسطے کسی کے اور یہ یون ہے کہ آپنے اپنی روح مکرمہ مجھے دکھائی اور
اس سے مجھے عارف بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آپکی روح

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علیّ تجلیا من تجلیات الحق وھو الذی برز برزۃ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت ثم افاض ثانیا تجلیا آخر ھو اصل ھذہ البرزۃ المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جذر افعال الحق فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضا وفنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثا نقطۃ الذات مع نون من الجبروت فقبلتھا وفنیت وبقیت ثم افاض رابعا نقطۃ منعقدۃ فی الروحانیات بھا اندراج النھایۃ فی البدایۃ فقبلتھا وفنیت وبقیت ثم عرفنی خامسا نقطۃ من احوال النسمۃ وکیفیاتھا محاذیۃ لتلک النقطۃ الروحانیۃ کانھا ھی ففطنت ان من تمکن منھا اقوی علی التاثیر فی التلمیذ وھی شبیھۃ بالعزم والجرأۃ لا اقول عزم شیء او جراۃ علی شیء بل نفس العزم والجراۃ فتم الصعود والھبوط وھذا ھو السلوک المختصر الذی یناسب الجذب وھو الاشبہ بحال الانبیاء صلی اللہ علیھم وسلم **مشھد آخر** اعطانی اللہ سبحانہ شیحا من طریقہ فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبانشھد اعطاء روحہ الکریمۃ ولما اطلعنی علی حقیقۃ ھذا الشیء الذی اعطانی فعرفتھا حق معرفتھا وعرفت انہ شیء منھا لاعینھا

مگر مرا اعرف الاشیاء ہے یہانتک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپکا اور وہ وہی ہے جس نے ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھپر تجلیات سے حق سے ایک تجلی اور وہ وجود رسول اللہ علیہ وسلم ایک برزہ مثالیہ پس وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اُس مین مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پھر مین متحقق ہوا اس سے اور باقی ہوگیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اُس برزہ مذکورہ کی ہے اور وہ ایک نقطۂ مفرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم مین اُسکو بھی مین نے قبول کیا اور اسمین فنا ہوا اور اُس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ اسکو قبول کیا مین نے اور فانی اور باقی ہوا مین پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے روحانیات مین اس سے نہایت کا اندراج بدایت مین ہوتا ہے قبول کیا اور فنا اور بقا حاصل کی پھر پہنچوایا مجکو پانچوین دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اسکی کیفیات جو مقابل ہین اس نقطۂ روحانیہ کے ہی گویا کہ وہ وہی ہے تو مین نے معلوم کیا جو حاصل کرے اُسکو قوی ہوتا ہے تاثیر اسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جراءت کے میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شے کا یا جراءت کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جراءت میری مراد ہے بس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے حال سے **مشہد آخر** عنایت کیا مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنی رب کی سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یا عطا کا ہونا آپکی روح مکرم اور جبکہ اطلاع دی اس شے کی حقیقت پر جو مجکو عنایت فرمائی پس پہچانا جسقدر حق تھا اسکے پہچاننے کا اور مین نے جانا کہ یہ اُسکی طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ عین اسکا

وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمين

بيان حقيقة الطريق

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاولياء فيهب له طريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فينزل المقضي في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسبه في الناسوت فله تعالى داعية في الملاء الاعلى لانزال في الناسوت تمثالها ووكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا نسخت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر في الناس لها تمثالا ولا وكرا ولا مظنة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذا التماثل الذي قلنا انه وكر لها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم يستطيعوا ان يعدموه ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يقيموا عوجها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشكالها في الحياض والجباب ايا ما كان ليس في قوى البشر ان يصدوا المياه عن ذلك فتلك الداعية هي الطريقة متى ما قضي بها

اور عنقریب میں تجھسے بیان کرونگا کچھ کچھ جو مینے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں میں سے جسپر احسان کرنا چاہتا ہے تو اسکو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالیٰ اسکو مطلع کرتا ہے ذکر وفکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر وفکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اسکے موافق عالم ناسوت میں اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اسکی صورت اور آشیانہ اور جائے ہے جبتک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہیں کہ معدوم کردیں اس نگہبانوں کو جسے ہمنے بیان کیا کہ آشیانہ اور جاہے اسکی اور ہمیشہ اسکی اہل سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں معدوم کرسکتے جبتک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہیں کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کریں اور اسکے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اسوقت مقدور نہیں ہے اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ انکا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کسی بشر کی قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

الله تعالی لعبد فقد قضی لبیا الطریقة ثم تشریح
هذه الحقیقة المنعقدة وبیان اجزائها وارکانها
لا یمکن الا لفاطن شدید الفطانة وها انا ما فهمنی
ربی ینحدر من مدد السماء الاولی نقول وتوسطات
ودی ومن السماء الثانیة قواعد منضبطة فتکتب
وتسطر وتعلم وتؤثر کابرا عن کابر وتوقر بها الصدور
وتملاء به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبیعی فتصیر طبیعة وتمیل الیها الطبائع
وتهیج لها حمیة منهم یحمونها وینصرونها و
یناضلون دونها ویحبونها کحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخیر فیکون مسخرا لها اکابر الناس واعرضا
هم علمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة
نکایة وشدة فلن تری منکرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلی بالبلایا ولعن وعوقب کان
من الغیب نالها ومن السماء السادسة
هدایة معظمة فیکون سببا لاهتدائهم ومشا
للناس الی کمالهم ومن السموات السابعة الشرف
الدائم الذی کالنقب فی الحجر لا یزول حتی یمزع
او یصال او تقطع اجزائه فهذه ارکان سبعة
تلتئم فی الملاء الاعلی فیکون جسدا مستویا فیهم
فینفخ من التدلی الاعظم جذب فیها بمنزلة
الروح فی الجسد فمن تلبس بتلک الاذکار
والاذکار وتزیی بذلک الزی شملته الرحمة
الالهیة واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندے کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ
کی اور اس حقیقت کی اجزا اور اسکے ارکان کا بیان ممکن نہین
مگر واسطے ذہین اور تیز فہم کے اور وہ جو مجھے میرے رب نے سمجھایا ہے
وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول کے ذریعہ نقلین اور توسطات اور
لباس اور آسمان دوم سے قواعد منضبطہ جو لکھی جاتی ہین اور
جانی جاتی ہین اور نقل ہوتی چلی آتی ہین بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر
پاتی ہین انسے سینے اور صحیفے انسے پر ہوتے ہین اور آسمان سوم سے
لون طبعی کہ وہ طبیعت ہو جاتا ہے اور اسکی طرف طبیعتین مائل ہوتی ہین
اور لوگوں کی حمیت اس سے جوش مین آتی ہے وہ اسکی حمایت اور مدد کرتی
ہین اور اسکے غیروں سے جھگڑا کرتی ہین اور اسے جان و مال اولاد
کی طرح دوست رکھتے ہین اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت
تسخیر کہ اسکے بڑے اور جیسے علما اور امرا مسخر ہوتے ہین اور
اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اسکا منکر ہوا
بلاؤن مین گرفتار ہوا اور ملعون ہوا اور عذاب مین آجائے گویا کہ ایک
غیب سے اسکا مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ
سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دائمی کہ پتھر کی لکیر کی نہین مٹتی
جبتک وہ پتھر ٹکڑے نہ ہو جائے پس یہ سات رکن ہین کہ ملاء اعلی
مین آکر مل جاتے ہین اور ان کا ایک جسم مستوی بنجاتا
ہے پھر اس جسم مین تدلی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا
جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح کے ہے اس جسم مین پس جو
شخص کہ آراستہ ہوا ان اذکار اور اذکار سے
اور اس لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے
اس کو رحمت الہی اور آتا ہے اس کو جذب اوپر
اور نیچے ....

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث لا يحتسب ثم يربي هذا الطفل سادات الملاء الاعلى ويخدمه الملاء السافل فلا يزال يتقرر امره ويزداد شانه حتى ياتي امر الله على ذلك فهذه الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه طريقة او مذهبا ولم يكن الذي اعطى كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه ثم ليس لكل احد يقضي له بالطريقة وليس عند الله حجر او تحيين في شئ من الاشياء بل انما يعطى من جبل ميلا كازكيا فيه امداد الافلاك السبعة والملاء الاعلى والسافل وله رحمة خاصة من التدلي الاعظم وكم من عارف عظيم المعرفة او ولي باقي شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق له ويسرت جبلته لذلك اما صورة ظهورها فنشاة اخرى وراء النشات المتعارفة وحقيقتها بركة فائضة في الاعراض والافعال

المشهد التاسع عشر

مشهد آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال الثلاثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين

اور دائین اور بائین سے اور وہان سے جہان اسکا گمان نہو پھر اُس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلیٰ اور اسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پھر ہمیشہ اسکی شان بڑھتی جاتی ہی جب تک حکم آلہی آوے تو پس یہی طریقت ہے اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع واصول مین پھر جو شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اسکی حقیقت ہی اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہین ہے کوئی چیز بلکہ اسکو جو اپنی سرشت اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے امداد افلاک وملاء اعلیٰ اور ملاء سافل عنایت ہوتی ہے اور اسکی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی عارف عظیم المعرفت یا ولی باقی شدید الفنا کامل البقا ہین کہ مبارک و زکی نہین اُن کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اسکی جبلت مین وہ کام آسان کردیا گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالمان عوالم متعارفہ کے علاوہ ہے کہ حقیقت اسکی برکت فائضہ ہے اعراض وافعال مین

۱۹ **مشهد آخر** مجھکو بتلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہی اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا بخاری اور اُسکے ساتھ والونکے زمانہ مین اور وہ یہ ہے کہ مسئلہ مین اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم و صاحبین مین جو قول اقرب ہو وہ لیلیا جاوے پھر بعد اسکے فقہا حنفی

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه
الثلثة فى الاصول وما تعرضوا للنفيه ودلت
الاحاديث عليه فليس بُدٌّ من اثباته والكل مذهب
حنفى **مشهد آخر** ما بين قبره صلى الله
عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما
ورد فى الصحيح اما نبتة ذلك فما شاهدنا من الانوار
الرابية على كل نور وان من صلى هنالك فى يستغرق
فى بحر النور وان يلتفت كالمنتبه فان الانسان
اذا صار محبوبا اى دخل فى جوهر روحه هذه
البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية وكان
منظورا للحق وللملأ الاعلى عروسا جميلا فكل
مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم
الملأ الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة والروح
النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا
المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همته
يحل فيها نظر الحق بتعلق باهله وماله وبيته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال
والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت
ماثر الكمل من ماثر غيرهم **مشهد آخر**
استاذنته صلى الله عليه وسلم فى ردما اورده
علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن
لى ورايت العلماء العاملين وفق علمهم
المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين
للعلم والدين اقرب اليه واثبت واحب عنده
من هؤلاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء

المشاهدة العشرون

المشاهدة الحادي والعشرون

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن
امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ اُن کی
نفی کی ہے اور حدیثیں انپر دلالت کرتی ہیں تو انکا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب ہیں حنفی **مشہد آخر**
درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے
جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو انیت اسکی
تو یہ ہی کہ ہمنے مشاہدہ کیا اس کا نور سب نوروں سے
فایق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں
مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے
کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنی اسکے جوہر روح میں
یہ برزہ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہوجاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور نظر ہوجاتا ہے اور ملا اعلی کیواسطے
ایک عروس جمیل بنجاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ہمم ملا اعلی کے
اسکے ساتھ منعقد اور متعلق ہوجاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں
اور انوار کی موجیں اسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصاً جب اُسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت
وحال میں ہے تو اسی اسکی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور
جو علاقہ رکھتی ہے اسکے اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب
اور قرابت اور یاروں کے ساتھ شامل ہوتی ہے مال اور ابرو وغیرہ
کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کملا اور غیر کملا کے آثار میں
متمیز ہوتی ہیں **مشہد آخر** میں نے اجازت چاہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے رد کرنیکی جو علمائے حرمین نے بعضے صوفیوں پر
اعتراض کئے ہیں تو مجکو اجازت ندی اور میں نے دیکھا
کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہی مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم ودین

والبقاء والجذب اللتان تنشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند
الصوفية بيان هذا المجمل ان ههنا طريقين طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشراً للعلم وامر بالمعروف ونهي عن المنكر و
سعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شأنه
أن يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق وينشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغير هذا وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم
بمنوهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوٰة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في
الخلق وكراً للعناية بافاضتها ومظنة لظهورها
والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائراً
فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة
الى سبب واحد صح الفضل من وجه وبقي

اور بقاء اور جذبہ جو ظہور کرتے ہیں نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ جن سے ہوتی ہیں
جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں سے ہیں بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ یہان دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہی کہ خلقت کیطرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قواے نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگونکے
نفع رسانی مین کوشش کرنیسے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ کہ اللہ اور اسکے بندے مین ہے کہ جسطرح
اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اس نے پایا اور جو افاضہ
کیا اسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہی جس نے سلوک کیا
اس طریقہ کا اسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو بحقیقت انا ہی
اور اس تنبیہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہوتی فنا
اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ
مین ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی
نہین اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ نے آپکو گردانا
ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اسکے ظہور
کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپسمین فضیلت رکھتے
ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اس شئے کا کہ ظرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو نچھوڑین تو حاصل ہونگے ایسی وجہین کہ
جس سے تفاضل واقع ہو اور ہو گا فضل دائر انمین اور منافست
منقسم ہوگی انمین اور اگر تو اعتبار کرے اسکو مضاف سبب
واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا

من وجه فكان احد الاشياء عليهم الفضل اصلا
ثم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتى الطريقتين اهل الجذب بانفساح
التنبيه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
باجهاشهم الى هذا النور واندراجهم فيه وتقويمهم
به فتدبر فان المسئلة دقيقة مشهد آخر
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما افضل
من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة ولا
ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبيل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يناسبه
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء
فليس له فضل الا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجردين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء والعناية التي حلت
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس
هو الا قائما بالجوهر ومتمما للحقيقة فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

افضلیۃ الشیخین

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا او احد الاشیاء کو فضل
اصلا نہ رہیگا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے
اہل جذب پر تو انفسار تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے
تو انپر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ
اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مطابق و خلاف رکھتے ہیں اور اہل
سلوک اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس
نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ
یہ مسئلہ دقیق ہے مشہد آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ
وجہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اس امت میں اول
صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب
کمالات اوروں میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا
تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا کرے جیسے اشاعت علم کی اور
اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اسکے مناسب ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذبہ فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کیساتھ مخصوص تھے
یہانتک کہ میں انکو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اسمیں سے پانی نکل
رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ
وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی پس آپ دونوں حضرات
کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہر ہی کے
ساتھ قائم اور اسکی تحقیق کو اتمام دینے والا ہے لیکن حضرت علی کرم اللہ
وجہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہیں نسب میں

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ معنوي مثل هذا الذي اشرنا اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك مشهد

آخر رأيت لله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعبّر عنه مثل لولاك لما خلقت افلاك فاشتقت الى تلك النطق واعجبني اشد عجب والصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النطق واكتنهت كنهها وصرت منظرا ومرئ لها فاذا هي ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشاة ممتدة منبسطة على هيا كل البشر والبشر نشاة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاها ولكل سيل شوق

جبلت اور فطرت محبوبہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء معارف نبوت سے واقف ہیں انکی تفضیل کرتے ہیں اور جو علماء معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا ہیں نے ہمنے اور مانند گردانے حجرۂ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ ستر ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا ہے اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک مشہد آخر میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجکو اس نظر کا شوق ہوا اور مجکو نہایت تعجب ہوا ایس میں ملا صق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بنگیا اور ہوگیا میں جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس احرار کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اسکا اور ہوگیا میں اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اسلیے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اسکو دوست رکھا اور اسکی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم ممتد ہے جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقطہ ہیں اور ہر موج کی حرکت ہیں اسکی منتہا تک اور ہر سیل کو

الی مبلغہ فتدبر فالسر دقیق **مشهد آخر**
رایت التشفع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم والتوسل
لدیہ بعلماء الحدیث والدخول فی عدادهم وبعلم
الحدیث وحفظہ علی الناس عروۃ وثقی وحبل
ممدود لا ینقطع فعلیک ان تکون محدثا او
متطفلا علی محدث ولا خیر فیما سوی دینک فیما
اری واللہ اعلم بالصواب **مشهد آخر**
العارف اذا کمل التصقت روحہ بالملاء الاعلی
وهنالک حضرۃ عالیۃ شامخۃ ارتفعت ثم
هممهم ولم ترتفع ثم اجسادهم واولئک ثم
علی همۃ رجل واحد راجعۃ الی تدبیر وحدانی
وان اختلفوا فی تفاصیلها فتدلی هنالک فی تلک
الحضرۃ رب العالمین فتغشیهم من النور ما
غشیهم واختفت هممهم تحت شعشان
تلک الانوار حتی لا تکاد تتمیز منها ولا تتمایز بینها
وان انا ضربت لحالهم تلک مثلا فلا تجری الی کل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من
جهۃ دون جهۃ هم بمنزلۃ الهیولی الخفیۃ
لتی لا تدرک الا من احکام وآثار تنبجس من هذا
الموجود من جهۃ مسام الهیولی التی هی ام القا
بلیات والنور الغاشی لهم الماحی ایاهم بمنزلۃ
الصورۃ التی تدرک اولا وما یدرک وهی ام الفعلیات
فتنبجس فی تلک الحضرۃ احکام متولدۃ من علوم
الملاء الاعلی وهممهم التفصیلیۃ تلطف فیهم
وارتقت فی مقامها مع هممهم فمن مساعات

المشاهد الرابعة والعشرون ۲۴

المشاهد الخامسة والعشرون ۲۵

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز ہے **مشهد آخر** میں نے دیکھا
کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شفاعت اور توسل ہے
انکو جو علماء محدث ہین اور جو انکی گنتی مین داخل ہین اور علم حدیث
شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہوان دونون باتون کے سوا بہتری
نہین ہے جو میری رائے مین ہے واللہ اعلم بالصواب **مشهد آخر**
عارف جب کامل ہوتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی مین جا ملتی ہے اور وہان
ایک درگاہ عالی بلند ہو انکی ہمتین وہان پہنچ جاتی ہین اور انکے جسم وہان
نہین پہنچتے وہان ہاور وہ مرد واحد کی ہمت پر جسکی ہمت تدبیر وحدانی
کیطرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلون مین اختلاف ہے
پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ مین رب العالمین پس ڈھانک
لیتا ہے انکو نور مین جسقدر ڈھانک لے اور انکی ہمتین چھپ جاتی
ہین اس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین وہ ہمتین
اور نہ آپسمین متمائز ہوتی ہین اور اگر مین انکے اس حال کے
مثل بیان کرون آدھمکا اور خفا نہو مجھ پر ہر نشیب و فراز ہے کیونکہ
امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے ایک جہت سے نہ دوسری جہت سے اور وہ
بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہین جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام و آثار سے
جو جاری ہوتے ہین اس وجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی
کہ جو اصل قابلیات ہے اور وہ نور کہ جس نے انکو ڈھانک رکھا
ہے اور انکو محو کر لیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سب سے پہلے
مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی
ہین اس درگاہ عالی مین احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے
متولد ہین اور انکی ہمتین تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہین انمین اور
بلند ہو جاتی ہین انکی صفات فرشتونکی ہمتونکے ساتھ پھر انکی ہمتونکے

همهم ينبجس في حظيرة القدس فيضها النور ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره فتختلف حالات الحضرة المقدسة في رضا وسخط وضحك وتبشبش وقبض واعراض ونزول في اوقات او محال وتردد في القضاء ولعن الاقوام وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها وعزيمتها وكونها كل يوم هو في شأن صارت المتشابهات عنده محكمات ۵ ولم يبق بالاشكال اشكال ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى ومناط توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ وقدر الله سابق علمه ان يحصل له ثم فناؤها ربما اضمحل هنالك فليست روحه تسوس جسده بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة حضرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملأ السافل ومجمع امرهم موضع الهامهم ومحكمة قضائهم ومناط توجههم والتشبه شانها بشان هذه الحضرة المقدسة اتصف الحق بواسطة تدليه هنالك بالمحبة لعباده وابتغاء رضاهم في بعض الامر وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے خطیرہ قدس میں پھر اس سے نور چھپنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اسکو اپنے جوہر کے قریب کر دیتا ہے پس مختلف ہوتے ہیں حالات حضرۃ القدس کے رضامندی اور غصہ و ہنسی اور خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المواقع اور تردد فی القضا اور لعن اقوام و ایجاب و تحریم اور نسخ وغیرہ ہے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں ہونیکو پہچانا اسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ۵ اور شک کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اسکو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اس متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لائے جب تمنے یہ جان لیا تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلی ہمتوں کا اور مناط توجہ و معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ نے اپنے سابقہ علم میں اسکے لئے مقرر کر دیا تھا کہ اسکو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہو جاتا ہے وہاں تو اسکی روح اسکے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اسکی نگہبان اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجکو اسکا ایک جام سرشار پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہے اور انکی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جائے ہے اور انکے احکام کا محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ ہیں اس درگاہ کی شان کے وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کرنے سے بعض امر میں وغیرہ اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے

واجل من ان یعالجها لعقول العامیة واللہ الموفق **مشہد آخر** مما انفتح علی من فیض صحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم کثیرة من حال التام معرفةً باللہ منها ان هذا الشخص یمتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلکیة فیہ قویة الظهور نافذة الحکم وانها یقوم بها صبغ الٰهی لیجعل جمیع معانیها مناسبة بما یلی جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان یکون فیہ نقض التعلقات الدنیویة والاخرویة والجسمانیة والروحیة عضاطر بالم یخلقه سر سریان الوجود فی الموجودات وتوجه المبداء بالارادة الحبیة الی تلک النشات وفطنت انہ معنی من معانی جزئہ الذی یحذو حذو زحل فلما حل بہ صبغ الٰهی صار هذا النقض محبة ذاتیة توجه الی نقطة الذات فمن صده عن النقیض والتخلی عن الکل البقاء باللہ والتصرف بالحق فی الخلق ولطلوع الارادة الحبیة من المبداء من طریق کونہ تشخصہ فلیس بتام انما التام من حمل هذا النقض فی وعائہ غضاطر یالم یدنسہ حب مظهر ولو بالحق محبة یکون عنوانا للمحبة الذاتیة وحسبا للروحها وشبحا لحقیقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسہ بل بالحق المخلوق لا بانفسهم بل بالحق فی وعائہ ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانہ لا یاخذ شیئا الا من نفسہ وانما اعداد المعدات ان ینبہ هذا الفرد علی جزء موجود فیہ ویکشف علیہ معناہ فیظهر علیہ ما لم یکن ظهر فمن استفاد من غیرہ شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگونکی عقول وہان پہنچ سکے واللہ الموفق **مشہد آخر** فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھپر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال ایک انمین سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیون سے ممتاز ہے اس امر مین کہ اجزای فلکیہ کا اسمین ظہور قوی اور نافذہ الحکم ہے جیسے اور خدائی رنگ اس سے قائم ہوتا ہے تاکہ کردیوے اسکے تمام معانی کو اس شے کے مناسب جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کیواسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی وروحانی اس سے شدت سے دور ہون اور اسکو بیگانگر دے سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبداء کے بارادہ حبیت ان عوالم کے اور مین نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین اس جزو کے جو مقابل ہے زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آیا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ نقطہ ذات کیطرف متوجہ ہے پس جس شخص نے اسکو بے تعلقی اور خلوت کل سے بقا باللہ سے اور تصرف بحق خلقت مین اور ارادہ طلوع حبیت مبداء کا کیا راہ روزن تشخص سے وہ پورا نہین ہے پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اس بے تعلقی کو اپنے ظرف مین بہت مضبوطی سے رکھا اور اسکو آلودہ نہ کیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور اسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ انکے نفسون سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرف مین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہین حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اسمین موجود ہی اور اسکے معنی اسپر منکشف ہوجائین پھر اسکو ظاہر ہوجاوے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سے

المشاہد السادس والعشرون ۲۶

مطبع احمدی سنہ ۱۳۱۱ ہجری

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان كل عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر هذا فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية بقوية بقوية او ضعيفة بضعيفة وضعيفة بقوية فيختلف الاحكام والآثار فيورث نكرة عند العوام الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف يقوم مقام هذا المراد تسخيره فيليه وبينه عروق ممتدة وسارية واصلة من جهة سر تلك النشأة المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون مسخرة لشعشان نور الربوبية نعم هنا لك حب بازاء محبوبية فيتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه ويتحرك التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب فمن لم يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس بتام المعرفة فظننت ان هذا التسخير المستطير معنى من معاني جزئه الذي يحذو حذو الشمس لما الصبغ بصبغ الهي هنا والتسخير الذي فيه هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لا وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے اسکے سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالی کے اور سوا اسکے اسماء اور تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنی اور قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور کردیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے مخلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب ساتھ مناسبت کے اور یہ اس صورت میں ہے کہ قوی حال ہو اور قوی تاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ اس مراد کے قائم مقام ہوتا ہے اسکی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور ساریہ اور اصل اس تسخیر کی جہت سے اس ستر عالم مشترک سے ملبوس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسماء اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے بمقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو وقت دیا ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جب وقت رنگا جاتا ہے رنگ الٰہی سے ہو جاتا ہے وہ جزو تسخیر جس میں یہ مستطیر ہے اور انمیں ایک یہ ہے کہ کامل المعرفت کی روح

الحدیق وعنایة بکل شیء من طریقة ومذهبه وسلسلة وبسنبته وقرابة وکل ما یلیه وینسب الیه وعنایة هذه یختلط بها عنایة الحق وذلک لان نفسه اذا تجردت عن کدورات الجسد ولصقت بالملاء الاعلی وتجلی هذا لک الحق وانما یکون التجلی بحسب استعداد المتجلی له وهذه النکتة هو الذی قصدنا الی ضرب المثل بالهیولی والصورة یتلون تلک النفس بلون الحق وتصیر کانها تدلی من تدلیات الله تعالی الی خلقه لذلک الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار الیه فعند ذلک یتم توجه نفسه الی هذه الامور معدة الانعطاف جناب القدس الیه فاذا تمکن هذا السر فی اضلاع النفس وعروقه وتجویفه وجمیع شؤونه اختلط النظر الالهی بکل ذلک فصار کسیرا یستشفی به وانما ارید بتجوف النفس وشیء به ما یتوجه الیه النفس من غیر جمع الهمة بعادة او ملکة غیر مستقرة وللکامل من جهة هذا السر آثار واحکام کثیرة وفطنت بان هذا المعنی من معاجزه الذی بجذوة جذوة زحل مختلط بالمشتری حین حل به صبغ الهی ومنها ان تام المعرفة متنعم بجمیع النعم التی انعم الله بها علی السموات والارضین والموالید وکل ما فی بین ذلک من الملائکة والانبیاء والاولیاء والملوک وغیرهم وذلک لان فیه اجزاء کل منها بحذو حذو شیء من الموجودات فهو نسخة اجمالیة جامعة لجمیع الموجودات وکل جزء منه اذا تتبعنا تفصیله انقسم بتلک الشارة

تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس سے قریب ہو اور اسکی طرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالی کی عنایت مختلط ہو جاتی ہی اور یہ بات اسلئے ہی کہ اسکا نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی سے ملجاتا ہے اور اسپر حق کی تجلی ہوتی ہی۔ اور وہ حق کی تجلی کے موافق استعداد اس شخص کے ہوتی ہی جسکے واسطے تجلی ہوگی اور یہی نکتہ ہی جسکے ہمنے ضرب المثل مین ہیولی اور صورت کہا ہی تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات مین سے جو خلقت کیطرف ہین بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور جسکی طرف اشارہ کیا گیا پس اسوقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہی ان امور کیطرف اور اسکی توجہ معد ہو جاتی ہے اسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکی طرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اسکے پہلو کی ہڈیوں اور اسکے شعبون اور رگوں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الہی ان سب مین تو وہ شخص اکسیر ہو جاتا ہے جس سے لوگونکو شفا ہو اور مراد میری مرتوں نفس کی رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور وہ عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے اسکے احکام و آثار بہت ہین اور دریافت ہوا کہ یہ بامعانی مین سے ہی اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط با مشتری کی ہے بوقت حلول کرنے رنگ الہی کے اور انمین سے ایک یہ ہی کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتین ملتی ہین جو اللہ تعالی نے دی ہین سب آسمانون اور سب زمینوں اور موجوداتکو اور جو انمین ہین ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل معرفت مین جو اجزا ہین تمام موجودات کے مقابل ہین گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور جب اسکے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہو تو قسمت ہو

فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة لا تتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلي المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا انحدر الى ما يلي التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر كنت منتظراً المعنى حديث

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض علي هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني قد احاط بجامع هذا البعد تدبيراً بخطوط شعاعية ممتدة منه الى جميع نواحيه وقيل هذا هو المشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى هو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كاني لا اجد شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك انحدرت الى حيز الفكر ففطنت ان الذات الالهية اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت مندرجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب ظهوراً عقلياً وتمثلت هنالك بهذا الظهور اعيان الممكنات وشئون ظهور الواجب في كل نشاة وتدليه في كل برزة واقتضت الذات الالهية باتصافها هذه الظهورات عدماً ومادة وخارجاً فاظهر فيه ما كان منطوياً في كورة

تو جو نعمت واقع ہوگی اسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا مین سے اور وہی ان نعمتون کے شکر سے مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجویز سے نہین ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہان یہ سر جب میسر ہوگا کہ جسوقت مجرد ہو جائے واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات مین اور جب پستی مین چلا جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہو جائیگا

مشہد آخر مین اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر

تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجہپر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی مین اور اس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر کے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد ہین اسکے جمیع نواحی کیطرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین۔ کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جسکی طرف اللہ تبارک و تعالے نے قرآن شریف مین اشارہ فرمایا ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا گویا کچھ شبہہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین حیز فکر مین چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ان استعدادات کی ظہور کی جو اسمین مندرج تھین تو ظاہر ہوئے اسجگہ کنارہ وجوب مین از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہو گئین اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانین ظہور واجب کے ہر عالم مین اور اسکی تدلی ہر ایک برزہ مین اور اقتضا کیا ذات الہی نے اس ظہورات سے متصف ہو ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اسمین

الاعیان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهي
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه وهو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شئ واحد وهو هذا
الاستعداد الذي سميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شئ نطق بشانه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن
اين ولم يكن حينئذ يصلح الجواب الا ما ظهر في الخارج

مشهد آخر فاض علي من جناب المقدس — المشاهدة الثامنة والعشرون ٢٨
صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حينه
الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شئ كما اخبر
عن هذا المشهد في قصة المعراج المنامي فربما
رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا ما كان
من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما اصرح
ما يكون ما يتداولها الملاء الاعلى من العلوم الناموسية
والانذار بالوقائع الآتية ومخاصمة الناس تنزلا
الى مداركهم واحتيالا لانفك عقدتها مما يناسب
تلك العلوم في تلك النشاة ومن هيآت الملاء
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة والارواح
الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهي ذلك
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرأيت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا
عظيما ثم قيل لي هذا حضرة قدسية لا حضرة كلام

اعیان ہین اور اسماء ہین اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اُس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہو گیا اور وہ
قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ
اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شئے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اس مین ارادات متجددہ
ہین اور وہ اول شئے ہے جسکی شان مین زبان شرائع ناطق ہین
اسواسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی
صلاحیت وہی چیز رکھتی ہے جو خارج مین ظاہر ہو **مشہد آخر** افاضہ
ہوئے جبپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ
کی اپنے مقام سے مقام قدس کیطرف ترقی کرنیکی کیفیت
پھر اسوقت اسکو ہر شئے روشن ہو جاتی ہے جیسا خبر دیگئی ہے
اس مشہد کے قصہ معراج منامی مین تو اکثر اوقات آدمی کی نظر
پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤن اُن وقائع کیطرف جو اسپر گذرے ہین
تو جان جاتا ہے اُن واقعات کو جو الہام خدا اور طبعی خیالات
اور مکر شیطانی سے ہوتے ہین اور اکثر اوقات اسکو علم صریح
ہوجاتا ہے جو برتتے ہین ملاء اعلیٰ علوم ناموسیہ سے اور آنے والی
واقع سے ڈرانے کا اور لوگون کے جھگڑیکا اور وے تنزل کے
اُنکی مدارک کی طرف اور عذر وحیلہ کیواسطے اُسکے عقدہ کھلنے
کے جو مناسب اُن علمون کے ہے اس عالم مین اور
ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور اُن کے مقامات ملائکہ اور ارواح
اولیاء وانبیاء اور ملاء سافل اور جو اسکی مانند ہون اور
یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہین تو مینے دیکھا طبیعت کے
پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد ہوئے
اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانیسے ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ قدسیت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الروية بالنسبة اليه كلا ما ثم رايت
كيفية الخدارة الى حيز الطبع والحادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملاء الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله وامرا يتذكره
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نفى عنه وبين
ترقيه والخداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب
الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول لك
يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس
يتجرد اليها الدراكة فيجدها بمرأى منه ومسمع ويتولد
خيال حق بمتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة
التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه
ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة يوجد هنالك شئ ولكن لم انفرغ
في هذه المشهد لاحاطة تلك الموازين والمظان
والكيفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال **مشهد آخر** العارف اذا كان
في حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهامها حيث
من النفس بحالة الهيئة بامر طبيعي ويكون حالته

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ
نزول کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس
نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر
مینے دیکھی اسکی انحدار و تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت
کی طرف تو کھل جاتی ہے اسکی چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلے
تو ہو جاتا ہے جو اسکے روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور
ایک امر کہ اسکو یاد کرتا ہے اسکے غائب ہونیکے بعد اور کبھی پاتا ہے
طلب ملاذ و اسباب سے وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اس سے
منع کر دی گئی اور درمیان اسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیر
ہیں جو میں نے مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں بعضے ان میں سے
وہ ہیں جو اعلے کے بہت قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے
بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے جو کہ میں تم سے
بیان کرتا ہوں پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور
پیدا ہوتا ہے خواب اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند
احادیث نفس کے کہ مجرد ہو جاتا ہے انکی طرف دراکہ تو پاتا ہے مرای
اور مسمع میں اسکو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کا جس سے اسکا دماغ
بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس
اور بھی اور یہ سب چیز حجاب میں ہیں درمیان اس درگاہ کے
جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کی اور میں نے
ہر شے کی ان میں سے میزان اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا
مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد
میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقدار دن کے اور کفایت
کرتا ہوں انکے اصول پر اور امید ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے انکے احاطہ
کی دوبارہ **مشہد آخر** عارف جب ہوتا ہے اس حیز میں جو قریب
طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا

لا تعلمه ما حكم الله فيها فيتردد ويكون في ذلك برهة
من الزمان ثم انه ينجذب الى حيز الحق فيصير عبد الله
فيتجلى له كل شئ فيرجع نظره قهقرى الى تلك الامور
المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراده الحق و
قضى فكانه يرى رأى عين فان كان مكلما كلمه
كلاما سويا وان كان مفهما القنا فهم ولقن ولك
عبرة بسورة الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم
عن الانفال ولم يبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم
وساق الحق الى ذات الشوكة ليمحق الكفر به فلما اجتمع
بركبي ذات الشوكة اختلف الآراء فالهام الحق
يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب
الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة وتطهر
واهتزت القلوب الى الحرب لا يدرى مبدا ذلك
ارادة الحق بهم النصر ام امور طبيعية فلما انجذب
النبي صلى الله عليه وسلم الى حيز الحق كلم بحقيقة
الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الحيز الذي
تقول انه حيز الحق ما هو قلت هممُ الملأ الاعلى
عظماء المؤمنين ومطمح بصائرهم تجمع في تجلي
من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي
قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم احتج موسى
عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن
وجده فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه
اى يدخل نفسه لون من تلك الحضرة هي داعية
الحق في قلب المؤمنين فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشهد آخر بينا انا متوجه الى النبي صلى الله عليه وسلم (مشاهدة الثلاثون ٣٠)

حدیث نفس کی اور حالت الست ساتھ امر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اسمیں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسمین
ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز حق کی پھر وہ
ہو جاتا ہے عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اسپر ہر شے پھر اسکی نظر پیچھے ہٹتی
الٹے پاؤں ان امور مشتبہ اور ان شکوک کیطرف تو اسکو کشف ہو جاتا ہے
ارادہ حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر
ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھ اور فہیم
تو سمجھایا جاتا ہے اور تلقین کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورہ
انفال کے سوال کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا
گیا حکم حق کا ہے اسمیں اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور روان کیا اس
حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر مٹا دیا ہے پھر جب مجتمع ہوئے سوار
اور ذات شوکت دونوں مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا
ذات شوکت کیطرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار کے پھر
ہدایت کئے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی امن و مطر اور جنبش ہوئی
دلونکو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسکا مبدا اللہ کا ارادہ انکی
مدد کا تھا یا امور طبیعہ تھے پھر جسوقت منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم حیز حق کیطرف تو انسے حقیقت امر اسکی بیان کیگئی پس اگر تم
پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو سنو ملاء اعلی اور عظماء
مومنین کی ہمتیں اور انکے مطمح نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں میں
سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسی کی بحث ہوئی
نزدیک اللہ کے اور وہ ہے قدم صدق عند ربہم اور جس نے
اسے پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاہد منہ یعنی اسکے نفس
میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا اور داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں
پس غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے **مشہد آخر** اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا

طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور شامخ امتلأ خيالي به وبقيت متحيرا من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظيم في نبوته صلى الله وسلم ومعرفة حقيقة لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب الدر المنثور في قصة حزقيل من رؤيته نور العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهد اخرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا كما نبهنا عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي فنفح الى نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والاولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه وشاهدت ان بينهما مدافعة والمرضي هو الذهاب الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر من غير اختيار ونفح نفحة اخرى فتبين ان المراد الحق فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقضة المراد الحق ثم كشف انموذجا ظهر لي منه كيفية تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول احد الثلاثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

کہ یکایک ایک نور بلند طلوع ہوا کہ میرا خیال پر ہوگیا اور مین اسکی چمک سے متحیر رہگیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دخل عظیم ہے اور انکی حقیقت کی معرفت پوری نہین ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پھر مین نازل ہوا طرف حیز فکر در دیت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب در منثور مین روایت ہے حزقیل کے قصہ مین روایت نور عرش سے اور اسکی نبوت کے منعقد ہونیسے اوپر زبان اس نور کے

مشاہد اخری بالاجمال

مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا کہ مین آگاہ کرچکا ہون کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ جسکے باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر کیطرف سے سرد ہوگیا پھر مجکو کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت مائل ہے اسباب کیطرف اور اسکا ذائقہ چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اسکی لذت چاہتی ہے اور ڈھونڈھتی ہے اور مینے مشاہدہ کیا کہ دونون باہم جھگڑ رہے ہین اور رضامندی الٰہی مراد روح مین ہے اور سچ ہے اللہ کی خفیہ مہربانی عنقریب بے اختیار ظاہر ہوگی پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حقکی ہے کہ تجھ مین جمع کرے وہ شے جو امت مرحومہ سے چھٹ گئی ہو خبردار اس سے بچیو جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہین ہوتا ہے صدیق جبتک اسے ہزار صدیق زندیق نکہین اور خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع مین نہونا اسلئے کہ یہ ایک مراد خداوندی کا منافی ہے پھر کھلا ایک اور نمونہ جس سے فقہ حنفیہ کے یعنی امام اعظم اور صاحبین کے اقوال مین سے کسیکے قول کو اختیار کرنے اور انکے عمومات کی تخصیص اور اسکے مقاصد پر وقوف اور لفظ حدیث کے

معنی پر اکتفا کرنا نہین حدیث کی مطابقت اور کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور کشف ہوئی تخصیص انکے عمومات کی اور انکے مقاصد کا وقوف +

علی مقاصدهم والاقتصار علی ما نفهم من لفظ السنة ولیس فیه تاویل بعید ولا ضرب بعض الاحادیث بعضا ولا رفض الحدیث صحیح بقول احد من الامة وهذه الطریقتان اتمها الله واکملها فهی الکبریت الاحمر والاکسیر الاعظم ثم نفخ نفحة اخری فطنت بها وصاة منه باخذ طریقة الانبیاء والتحمل لاعبائهم والتصدی لخلافتهم والشفقة علی الناس تعلیما وارشادا ودعاء ورفاهیتهم طلب ما یکون فیه صلاحهم ظاهرا ومعنی وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبیه علیه الصلوة والسلام

المشاهد الثانی والثلاثون ۳۲

مشهد آخر توجهت الی قبور ائمة اهل البیت رضوان الله علیهم اجمعین فوجدت لهم طریقة خاصة هی اصل طرق الاولیاء وانا ابین لک تلک الطریقة وابین لک ما انضم معها حتی صار طریقة الاولیاء فاقول طریقتهم الالتفات الی الیاداشت علی التیقظ الاجمالی الی المبدء ولو من وراء الحجب ولکن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التیقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولی وبالجملة تیقظ بسیط والتفات الی هذا التیقظ بنوع ما فهذه طریقتهم ولما فنی جوهر النفس من الاولیاء فی هذه النقطة صار لفنائهم هیئة اخری وراء التفات ثم الهموا سبلا یهتدون بها الی الفناء

المشاهد الثالث والثلاثون ۳۳

فظهر الولایات بطولها وعرضها **مشاهد اخری** استفدت من جناب النبی صلی الله علیه وسلم

اور فقہ حنفیہ مین نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعض حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت مین سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالی پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمین مین نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا اور تحمل کرنا انکی طرح سختیون کا اور متصدی ہونا انکی خلافت کا اور لوگو پر شفقت کرنا از روئے تعلیم و ارشاد کے اور انکی دعا و رفاہیت کرنے اور صلاح انکی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور ائمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تو مین نے پایا انکا ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو مین تمسے بیان کرتا ہون وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہون جو اس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہانتک کہ وہ ہو گیا ہے طریقہ اولیاء کا سو تم سنو وہ انکا طریقہ یادداشت کی طرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبدء کی طرف اگرچہ پردون کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے انکا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیاء اس نقطہ مین تو ان کی فنا کی اور ہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے الہام ہوئے جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے۔ پس ظاہر ہوئین ولایتین مع طول اور عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوا مین درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان كل من حصل منه قصور في نقص العلاقات
الحبية من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفي
عداوة الغير والسوى كما قال سيدنا ابراهيم
عليه السلام انهم عدو لي الا رب العالمين والا
كباب على الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه
معذور كائنا من كان سواء منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبيعة والاستغراق في مشاهد
سريان الوحدة في الكثرة بحيث يصير محبا للكل
لما فيه من سريان محبوبه او غير ذالك من الموانع
واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور
خلاف ما كان عندي وما كانت طبيعتي تميل اليه
اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين
الحق تعالى على احدها الوصاة بترك الالتفات الى
التسبب. فاني كلما انحدرت الى الطبيعة غلب
على العقل المعاشي فصرت احب التسبب
وجول فكري في تمهيد الاسباب التي يحصل منها
الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبي صلى الله
عليه وسلم وبالملاء الاعلى جردت عن هذه الذهنية
اخذ مني العهود والمواثيق ان لا التسبب حتى
صارت مناقضة هذه الذات محسوسة بمنزلة الظلمة
والنور والنسيم الطيب والحرور واكثر ما في من
الامور لا مناقضة فيها بل هي على متن الصواب
بحمد الله يكون الطبيعة مستسلمة للالهام لكن
ابقي على كل شيء من مناقضة هذا الامر سر عجيب
وثانيها الوصات بالتقيد بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصور ہو اسکے دل سے نقص علاقات حبیہ
اور اثبات محبت حق تعالی مین اور اسکے غیر رسوا کی عداوت
مین جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی
الا رب العالمین۔ اور مومن کے دل گرنے مین سب اس کی گرفتگی
عشق مین اندو تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص معذور ہے
اسمین کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات
طبیعتے یا مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے استغراق نے
اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اسلیے کہ اسکے محبوب کا
اسمین سریان ہے یا سوا اسکے اور کوئی موانع مین سے اور
استفادہ کیا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین امور
اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری
طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے واسطے
برہان حق تعالی کی ایک تھی وصیت ترک التفات کی طرف
تسبب کے کیونکہ جب مین تنزل کرتا تھا طبیعت کیطرف
تو مجھپر عقل معاش غلبہ کرتی تھی مین دوست رکھتا تھا
اسباب معاش کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلی سے اس ذہنیت سے مجرد ہو گیا
اور مجھسے عہد و پیمان لیا گیا کہ چھوڑ دون تسبب کو یہانتک
کہ تناقض ان دونون امر مین محسوس ہوا بمنزلہ ظلمت اور نور کے
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ مین جو امر تھے ان مین
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی
تھی ایک شے پر مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور
دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کے تقلید کی وصیت

لا اخرج منها والتوفیق ما استطعت فی جبلتی تأبی التقلید
وتأنف منه راساً ولکن شیٔ طلب منی التعبد به بخلاف
نفسی وهنا نکتة طویت ذکرها وقد تفطنت بحمد الله
بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وثالثها الوصاة بتفضیل
الشیخین رضی الله عنهما فان طبیعتی وفکری اذا ترکنا
وانفسهما فضلتا علیاً کرم الله وجهه ولحبتاه اشد
محبة ولکن شیٔ طلب منی التعبد به خلاف المشتهی
وهیهات هذه المناقضات منی لولا ان شدة الجامعیة
هی التی اوقعتنی فی ذلک **مشهد آخر** رایت
وانا اطوف بالبیت العتیق لنفسی نورا عظیما یغشی
الاقالیم ویبهر اهلها وفطنت ان القطبیة اعنی الارشادیة
انما یصح بمثل هذا النور الذی یبهر ولا یبهر ویغلب
ولا یغلب ان من شیٔ الا یاتی علیه ولا یوتی فتدبر
مشهد آخر هذا البیت العتیق والبناء
الشامخ رایت فیه هممم الملاء الاعلی والملاء السافل
ملصقة به متعلقة تعلقا یشبه تعلق النفس
بالبدن ورایته محشواً بهممهم وارواحهم
کالورد یکون محشوا ایماء الورد والقطن یتخلله
الهواء ورأیت تنبعات دواعی الناس الی هذا
البیت لانتیاط هممهم بحیث فیها الملاء الاعلی والسافل
مشهد آخر اطلعنی الله سبحانه علی ما هو
فاهل بی ومانح لی من النعیم الظاهرة والباطنة واعطانی
العصمة من المواخذة دنیا وآخرة فکل ما یجری
علیّ من الشدائد فانما هو من مقتضیات الطبیعة
لا من باب المواخذة من علیّ بهذا ان اخبرنی

المشاهدة الرابعة والثلثون ٣٤ — المشاهدة الخامسة والثلثون ٣٥ — المشاهدة السادسة والثلثون ٣٦

کہ میں نہ نکلوں اُسنے اور موافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت
انکار تقلید کا اور انکار اُس سے روگردانی کرتی تھی جو شے طلب کیگئی
مجھسے وہ تقلید کی پیروی ہے بخلاف میری نفس کے اور یہان ایک نکتہ
ہے کہ میں نے اسکا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجکو اس جبلت اور
اس وصیت کا راز دریافت ہو گیا اور تیسرا امر وصیت اس امر کی کہ تفضیل
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ جب میری طبیعت اور
فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھی حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی اور اُنسے بہت ہی محبت رکھتے تھے لیکن اسمین بھی
مجھسے اسکی تعبد کرائی جاتی خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے
مجھسے اگر نہ ہوتے شدت جامعیت نہوتی جس نے مجکو اسمین ڈالا تھا
مشہد آخر میں نے دیکھا جس وقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ
شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اُس نے ڈھانک لیا
شہرونکو اور روشن کر دیا ہے انکے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت
یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسیکا
کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور سبکو روشن کرتا ہے اور اُسکو کوئی روشن
نہیں کرتا اور ہر شے اُس پاس آتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا
پس غور کر **مشہد آخر** اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو
اور اس بنا بلند کو میں نے دیکھا کہ اسمین ہمتین ملاء اعلیٰ کی اور
ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں
جیسے نفس بدن سے اور میں نے دیکھا اسکو بھرا ہوا انکی ہمتون اور انکی
ارواحون سے جیسے گلاب کے پھول میں عرق گلاب اندر رہ گئے ہیں ہوا
اور میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگونکی خواہشات کا اس بیت
شریف کیطرف بسبب لپٹنے انکی ہمتونکے ساتھ اس کے جسمین ملاء
اعلیٰ و ملاء اسفل **مشہد آخر** اطلاع دی مجکو اللہ سبحانہ نے
کے جو وہ مجھسے کرنیوالا ہے اور دینے والا ہے مجکو نعمتین ظاہر اور باطن کی اور

[illegible]

بانہ شئ قل ما منح بہا اولیاءہ واعطانی برد العیش
وجعلنی لی من کل سعادۃ نصیبا معتدا بہ یکسانی
خلعۃ الخلافۃ الباطنۃ فظہر ہذا السر دفعۃ وبہر
عقلی ثم انقشع علیّ بعد ففہمت الامر علی ما ہو علیہ

تحقیق شریف

قد یکشف علی العارف ما سیأتیہ من نعم اللہ سبحانہ واہل اللہ علی طبقتین
فی کشف ہذہ الامور فاصحاب الکشف الالٰہی یرون
تلک الموافقۃ فی مرآۃ الحق اعنی یرون تحت نظر الحق
بہذا العبد ویعرفون انعقاد ارادۃ فی الملاء
الاعلی بایجاد کذا وکذا وتقریب کذا وکذا ولیس
نظرہم ینصرف الی نفس تلک الواقعۃ فلذلک
لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعۃ
کما یخبر عنہا صاحب الکشف الکونی وربما انکشف
لہم خزائن تلک الافاضات من الملاء الاعلی ومنابعہا
کما قال عز من قائل وان من شئ الا عندنا خزائنہ
وما ننزلہ الا بقدر معلوم فیبہر الحواس الظاہرۃ
والباطنۃ التی ہی اجزاء بہیمیۃ متممۃ فی بعض الاحیان
ما یتشعشع علیہ من انوار الخزائن والمنابع لابدی
ما ہذا المقدار الذی ینزل لہ وہذہ حضرۃ عجیبۃ
ینبغی ان یحتاط فیہا لئلا یختلط بتلک الحضرۃ رویۃ
وتفکر وحدیث نفس فیری الصغیر کبیرا والحقیر
عظیما المعنی فی المرآۃ فیخبر بکبر ہذا المقدار النازل
وعظیم فیکذب ہذا احد ہذان قولہ تبارک
وتعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجکو
خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو
خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ راز ایکدفعہ اور
متحیر ہوگیا مین پھر ظاہر ہوا مجہپر اسکے بعد تو سمجھ گیا مین جو تھا

تحقیق شریف

کبھی عارف پر کشف ہو جاتی ہین
وہ نعمتین جو اللہ کیطرف سے آنیوالی ہین پس ان امور کے کشف
کے اعتبار سے اہل اللہ کے دو گروہ ہین اصحاب کشف الٰہی تو
دیکھتے ہین اُس واقعہ کو مرآت حق مین یعنی دیکھتے ہین حق کی نظر
اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہین اُس ارادہ سے منعقد ہونیکو ملاء
اعلی مین ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کے ساتھ اور انکی نظر
اس واقعہ کی حقیقت کیطرف نہین پھرتی تو اسیواسطے وہ خبر نہین دیسکتے
اس واقعہ کی تفصیل کی جسطرح خبر دیدیتے ہین اسکی صاحب کشف
کونی اور کبھی انکو منکشف ہوتی ہین خزانے افاضات ملاء
اعلی کے اور انکے چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے ان من
شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس غائب
ہو جاتے ہین حواس ظاہری اور باطنی پر خزائن اسکے اور
چشمون کے وہ انوار جو اسپر چمکتے ہین اور نہین دریافت ہوتا
کہ کسقدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیئے کہ
احتیاط کرے اسمین تا مخلوط نہو جائے یہ درگاہ روئت
و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم
بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل
کی اور عظمت اُسکی تو پھر جو جھوٹا ٹھیرے اور یہ کر
ایک مظنہ ہے مظان سے قول اللہ تبارک و تعالی
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ۔ اور اصحاب

الكشف الكوني يطلعون على تلك الواقعة بمثل
رؤيا او هاتف من غير معرفة الخزائن والمبادي
فانكانوا ممن لا يحتاجون الى تعبير لموافقة تصوير
خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى مثالي
في حيز ارضي جسم او جسماني كان الامر على ما رأوا من غير
تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على
حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد **ايضاً**

تحقيق شريف للامة المرحومة
اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب
الخلافة الظاهرة اعني المعتنين باقامة الحدود
واعداد ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود
جباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها
وفصل الاقضية والنظر في اليتامى واوقاف
المسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور
فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة
الظاهر لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب
الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنية اعني المعتنين
بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والامرين بالمعروف
والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم
نصرة الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كخطباء
الاسلام او بصحبتهم كمشائخ الصوفية والذين
يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق
اكتساب الاحسان والمرغبون في التنسك والزهد
والقائمون بهذا الامر هم الذين نسميهم

کشف کونی مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف
کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں انہیں سے
جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے انکے خیال کے
تصویر کے تصویر طبیعۂ کلیہ کے ساتھ واسطے معنی مثالی کے
جو حیز ارضی میں ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا
ہے جیسا انھوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت
ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اسوقت واقف ہونا درخت
خار دار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہی **تحقیق
شریف** امت مرحومہ کیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدین جاری کرنے
اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حدود ولایت نگاہ رکھنی اور ایلچیوں کو
اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اسکو اسکے
مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں کا
غور کرنا اور مسلمانوں کے اوقاف اور رستوں کی حفاظت
اور مسجدوں کی خبر گیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور
میں مشغول ہو اسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اسکی
تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی
ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف
اور اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور جنکے
کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو مجادلہ سے جیسے
متکلمین یا جیسے واعظین یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم
کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے انکے طریقہ
حاصل کرنیکے اور ترغیب دیتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

هٰهنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهو المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء يأخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه المظان ويتمسكون بها ذلك ولما اصّلنا هذا الاصل قلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولنا ان نفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاطراف والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعلاء الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شأنهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنن وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم ونزاع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرما دیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سند لیتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین اور جب ہمنے اسکو اصل قرار دیا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اسپر بیعت لینے کا مسئلہ متفرع کرین اور اس مسئلہ کو ہمنے قول الجمیل فی سواء السبیل مین ذکر کر دیا ہے تو ہمارے واسطے ان جیسا امور مین ہے کہ ہم تفریع کرین اسپر بھیجنا داعیون اور نائبون کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف مین اور قبائل مین ایسے لوگ جو داعی ہون اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانیکی طرف اور انکو احکام شرعی پہنچائین چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور انکو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر مین سے پس انکا یہ کام تھا کہ لوگون کو اسلام کیطرف بلادین اور تعلیم کرین قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور باطنی مین یہ ہے کہ تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیئے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھدیا جائے ایک دستور العمل اسپر عمل کرے اسکے سوا جو مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

والرسل تؤخذ من بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایاهم الی قوامهم قبل الهجرة فتدبر
المشاهدة السابعة والثلثون ۳۷
مشهد آخر وجدت روحی تضاعفت وعظمت
وسبغت واتسعت فتاملت فی هذه الوجدان
ففطنت بانه شیئ یجده العارف بسره حلول اسرار
الحضرات الالهية المنعقدة فی الملاء الاعلی برحمه
ونزول برکات الاسماء الالهية المنعقدة فی المدارک
الجميلة اولا والمنفسرة بایات متلوة منزلة علی قلب
رسول مجتبی او اسماء مشهورة صار التعبیر بها
عن الحق بحسب صدور تلک الآثار منه جبلة مجبولة
وطبیعة ودیدنا فی الناس ثانیا فحلول تلک الحضرات
والبرکات بروح یورث فیها سعة وقوة فلن تری
احد لیحدق فی مثل هذا الرجل الا امتلاء منه
رعبا وتعظیما ظهر من سبحات وجهه کرم
ذاته وظهرت البرکات فی فراسته وهمته فهذا
المشاهدة الثامنة والثلثون ۳۸
سر هذا الوجدان واصله **مشهد آخر**
رائت حضرة نسبتها من الطبیعة الکلیة نسبة
قوة الارادة والعزم المقرونین بالتحریک من طبیعة
فرد من افراد الانسان فکما ان خیال الانسان
یتمثل فیه لذة جلب نفع او دفع ضر ثم یصطفی
الخیال خلاصة هذه الصورة فیلقیها فی تلک
القوة فتنبعث القوة فیحصل العزم فیحصل تحریک
العضلات الی الفعل المطلوب فکذلک النفس
الفوقية المتجردة یتمثل عندها همة ظهور
واقعة فی الناسوت فتصطفی خلاصة تلک الصورة

اور ایلچیوں کے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کی ہجرت سے پہلے پس غور کرو
مشهد آخر یعنے اپنی روح کو پایا کہ وہ دوچند اور عظیم
اور فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا
کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ حضرات الٰہیہ کے
اسرار جو منعقد ملاء اعلے میں ہیں عارف کی روح میں حلول
کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسماء الٰہی کا جو منعقد ہیں
مدارک جملیہ میں اولاً اور منفسر ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ اوپر
قلب رسول مجتبی کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء مشہورہ
جنکو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور آن آثار کے اس سے از روئے سرشت
وجبلت کے اور طبیعت اور عادات کے ثانیاً لوگوں کی پس حلول ان حضرات کا
اور برکات کا عارف لوگوں کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی
اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسی کو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اسکے
رعب میں نہ آجاوے اور اسکی عظمت اور تعظیم سے بھر نہ جاوے
اور ظاہر ہوتا ہے اسکے جلالت چہرہ سے اسکی ذات کا کرم اور اسکی
فراست و ہمت میں برکتیں پس یہ اس وجدان کا سر اور اسکی اصل ہے
مشهد آخر یعنے دیکھی ایسی درگاہ کہ اسکی نسبت طبیعت کلیہ سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کی جو حالیکہ مقرون ہوں
حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسانی میں سے تو جسطرح انسان کے خیال میں
لذت نفع حاصل کرنیکی یا ضرر دفع کرنیکی متمثل ہوتی ہے پس خیال
خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اسکو
ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے
اسیطرح نفس فوقی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور
واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

المطلوبة فتحيها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية و يحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله كما خلقها في المثال وفطنت ان تاثير الهمة بالوجه الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معد لصيرورة النفس جارحة من جوارح الحق في البرزخ

تحقیق شریف

قد ينكشف على العارف ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يدعو الله هذا العارف فيجهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب القضاء قضاء بايجادها على نحو آخر فيوجد حسب الهمة وذلك كما روي عن سيدي عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه في قصة مرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال ما لا يخفى والحق عندي انه يكون على وجهين احدهما ان بعض الاسباب العالية اقتضى هذا الامر اقتضاء امتا كذا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد وليس فيه احتمال نقيضه وانما فيه صورة الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المتاكد بصورته وهيئته وراى منبع القدر المبرم من كوة هذا الاقتضاء ولم يره صراحا فظن انه القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور اُٹھا لیجاتی ہے اپنے ربکی معرفت کے ساتھ اس درگاہ میں پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جسوقت عالم ناسوت میں اس واقعہ کے پیدا ہونیکا وقت آتا ہے اللہ اسکو پیدا کر دیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو نے دریافت کیا کہ ہمت کی تاثیر اسوجہ سے جو ہمنے بیان کی یہی انسان کا کمال ہے اور وہ معد ہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہوجاوے حقکی جوارح سے عالم برزخ میں

تحقیق شریف

کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضرور متعلق ہے فلان واقعہ کے ایجاد کرنے میں اسطرح اور اسطرح اور اسمیں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے اپنی کوشش ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے یہانتک کہ وہ قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پایا جاتا ہے اسکو حسب ارادہ چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کی جو حضرت حماد دباس کی اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت اللہ وغیرہ کے اور اسمیں جو اشکال ہے وہ مخفی نہیں ہے اور حق میری نزدیک یون ہے کہ یہ امر دو وجہ پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے اقتضا متاکد کے اور بیشک ہر اقتضاء میں ایک شے واحد ہے اسکے نقیض کا احتمال اسمیں نہیں ہے اور بیشک اسمیں صورت واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اس پر وارد ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضاء متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا روزن سے اس اقتضاء کے اور اسکو نہیں دیکھتا صریحا پس گمان کرتا ہے کہ قدر مبرم ہی پھر اسکی ہمت ہوجاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضاء فتتد مزاحمتها تلك الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امراً ما كان عليه ويبسط امراً ما كان عليه فيظهر المراد والثاني ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة في عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذه الصورة المخلوقة في عالم المثال ربما يلحقها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذي سمي رد قضائي قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فيكشف على العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فيحوله عن متن طبيعته والله اعلم

تحقیق شریف ایضاً

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الالهام حقا فيشكل هذا على كثير من الناس تكلم المشائخ في دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد هنيء عجيب فيترقبه ثم لا يوفى بالوعد ويترقى من حب النعمة الى حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفاء بالوعد ليس نقيصة بحيث تنزه الله سبحانه عنه بل المدوق

معدہ مین سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہونے اُن اسباب کے اس طرح ہے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اس واقعہ کی عالم مثال مین اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے پھر اسے دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنے ہین نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ اسکے پاس اصل کتاب ہے لا یرد القضا الا الدعا پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود پر اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اسکو قضاء مبرم سے پھر مصادم ہوتی ہے اسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اسکی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس عدہ پر باوجودیکہ الہام حق ہی ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے دفع کرنے مین مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر یہ ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے عجیب ہے اسکا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات و صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس سے کہ ترک وعدہ وفا نقص نہین ہے واجب

بل ربما يكون ضنًّا و عزورا و تدليسا فيكون من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم و ربما
يكون لطفا بالعبد و سببا للترقية و تقريبا له فيكون
من صفات الكمال و لهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تاخيرها من محلها لضرورة رعاية الفاصلة
و كذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها من
الحقيقة فى العذوبة او مترادف لها فان اخذنا ذلك
بمعنى الاضطرار و عدم القدرة كان نقيصة و
ان اخذناه بمعنى نزول القران على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم
التى يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا قولهم و هذا توجيهه و تحريره الكنا
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم واستقبلهم علومهم التى
خزنتها صدورهم فتحت منها تاويل وجدانهم
و نزل الطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا
التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون و كثيرا
ما يتفق ذلك و هذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك
النصابه و فيه تاويل منحوت فتدبر و الحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلى الحقائق
للعبد على ما هى عليه لما اسدل بلنيته بين حالة
التجلى الصراح حجاب صاف بلنيه بينها الجو الا قدر

بلکہ بسا اوقات وعدہ وفا نکرنا بخل و غرور اور تدلیس ہوتا ہے
تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر
لطف اور اسکی ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت
ہوئی کمال کی اور اُس کے واسطے نظیرین ہین اور نظیر و نمین
سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اسکے اُس کے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کی اور اسیطرح کلام کرنا مجازاً بسبب ضرورت
نہونے کلمہ کے مثل اسکی حقیقی عذوبت مین یا مانند اُسکے تو اگر ہم
اسکو اضطرار اور عدم قدرت جانین تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ سمجھین
کہ قرآن شریف لغت قریش مین نازل ہوا ہے اور اُنکے لغت مین تقدیم
و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت
کے یہ اُنکے لغت مین نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہین بلکہ
اُنپر لطف کرکے کہ کتاب اُنکے لغت مین ہے جیسے وہ جانتے
ہین تو وہ آپس مین تدبیر کرین جسقدر تدبر چاہیئے تو صفات کمال
ہی سے ہے یہ قول اُن کا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اس کی
لیکن ہم یہ کہتے ہین یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر
رجوع ہو وہ بعد اُسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے اُنکے وہ علوم
جنکا خزانہ انکے سینے ہین کھل گئی اُن سے تاویل انکے وجدان کی
اور اُنکے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان ہے اُس تاویل
تراشی ہوئی سے اس جای سے کہ انکو خبر نہین اور ایسا اکثر
اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہین ظاہر ہوتا اسیطرح
تعلیم حق ہے اور اسمین تاویل تراشیدہ ہے فتدبر پس سوچ اور حق صریح
یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ
جو وقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے
حجاب اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب تجلى خطابا
والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد
القوى الدراكة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى هما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
اخر مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين
بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويوجد
في المثال صورة اخرى فهذا العبد بما لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما اتخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار ماوى العناصر والمواليد حتى يقضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها استفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاء همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه لان همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المتضادة لها فيسري الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدري فيتقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقے کے تو ہو جاتی ہے تجلی خطاب
والہام اور خاطر و ہاتف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ اور
اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم
وقوع موعود کی دو باتین ہین کہ ان دونون مین سے ایک تو یہ کہ
منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلی سے
اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اُس اقتضا کے فقط تو ضرور
ہے اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اسکی اور زیادہ کیا جائے
اُسکے واسطے اُسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے
اسکے مانند یا اس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین
جبکہ وہ دونون اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین
قوت مین وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ
عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کے تو حکم ہو دوسری طرح
اور پائی جائے مثال مین دوسری صورت تو پس یہ بندہ چلا اور وقت
نہین پہنچا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے
اور بیشک مین خیال کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز
واسطے اسکے ہو گیا ہی ٹھکانا عناصر و موالید کا تا کہ اضافہ ہو اسکی
طرف بلا واسطے اور مواخذ کری اُس سے طرف اسکے بلکہ پہنچے طرف
خلاصہ سید اور صفا ہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو
تا مختلط ہو جاوے رنگ مرآت اور مرئی کا آنکھ مین اور قاصر ہو اُسکا
علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے
وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اسواسطے کہ ہمت اس
سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اسکے احکام
متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اُس مین
اس حیثیت سے کہ معلوم نہو۔ پھر منقلب ہو جاتا
ہے یہ انکشاف خطاب سے ساتھ اُن سببون کے

مما ذكرنا وهما طوينا ذكره وليبين هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويتحول هذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرحه
شرحا من حيث لا يدري وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منحوت من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصير
نظره عن التميز فبقى الامر عنده غير مبين بالجملة
فمن رائي هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رائ كل شئ متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفي به ولو في
نشاة دون نشاة وشبح دون شبح والصورة
منحوتة انما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولم يعبر حق التعبير وانما خلط تلوث بالصدق
ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك الهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لبحرهم في احكام النشآت لا يعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارشاد هي مراتب على صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کئے اور جنکا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری بات
دونون باتوںمین سے یہ ہے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف ہو
مجمل اور متحول ہو جاوے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل کیطرف پس مبادرت
کرین اسکی طرف اسکے سینہ کے علوم اور اسکی شرح کرین
اس حیثیت سے کہ دریافت نہو اور جیسا کہ اسکے علوم شرح کرتے
ہین انکشاف اجمالی کے سونے مین اور وہ ہو جاتا ہے
ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسیطرح مخلط الہام اجمالی
اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا
ہوتا ہے اور اُس وقت کچھ اعتبار نہین ٹھنڈک اور اطمینان کا
اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے
اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین اور کبھی اسکی
طرف متبادر ہوتے ہین خطرات نفس اور استعجال طبیعت
اور دھوکہ شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز سے
تو وہ امر اُسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو دیکھے
اس صورت مخلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا اور جو
شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسرے سے وہ کہیگا وہ اجمالی ہے
اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم مین ہوا اور کسی قالب مین ہوا
اور صورت تراشیدہ یا ساختہ اُس شے کے کہ وہ اسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسی چاہیئے تھی اور بار
مخلوط ہو گئی اُس سے جس سے آلودہ ہو صدق اور اپنی صرافت
پر نرہے خلاصہ یہ کہ یہ دونون وجہین عارض رکھتی ہین
متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے علیحدہ ہین مگر یون
کہا جاوے کہ محتاج تعبیر ہین ولیکن اپنی تبحر کے سبب احکام عالم مین امر چھپا
نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ ہے

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات لها واستلزامها اياها ولا شك في ذلك لان الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات الواجب بقي ههنا شئ مشكل جدا هل تعلق الارادة بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا وتعينه واجب بذات الارادة لا يبقى لذلك الوجوب الى الذات الواجبة او يبقى وجوبها من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرتقي وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الاحد وانبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء والاستعدادات التاثرية المسماة بالاعيان من جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط تينك القبلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس ان المحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر فحدث ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الآحاد والعشرات والمآت والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما يسعه فرض العقل جاءت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کا ایک محل ہے علۃ جہانسے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کیواسطے اور مستلزم ہونا اس ارادہ کو اس امر مین کسیکو شک نہین ہے اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہے لیکن وہ ارادہ واجب ہوتا ہے واجب الوجود کے واجب کر دینے سے باقی رہی یہان ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے ہی نہ اسکی ضد سے بسبب اسکی خصوصیت کے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس یہ راز اکثر لوگون پر پوشیدہ رہا اور حق بات یہ ہے کہ جو فاقد ہی واسطے وجوب ذات اسکی کے اور اسکے وجود کی اصل اسکی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اسکے بعد اسکے وجود اور وجوب کے باعتبار اسکی ذات کے جز این نیست کہ اسکو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اسکو ساتھ وجوب کے اس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہی اور استعدادون تاثریہ کے جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اسکی مستلزم ہونیکے اور فراخی ان دونون استعدادون تاثیریہ کیواسطے اسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا یہ بات نہین ہی کہ محاسب کا جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اُس سے واحد دوسری نظر سے تو حادث ہوئے دو اور پھر نکالا اُس سے ایک اور ایک تیسری نظر سے تو حادث ہوئے تین غرض اور جبوقت

في انفسها محصورة بالاضافة الى الواحد فانها يشتق منه دون غيره ومتميز بعض المراتب من بعض من جهة نحو الاشتقاق واخذ علة ظهور هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة بظهور كمال المحاسب ومنشأ تعين تلك المراتب بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لا يزيد ولا ينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة كان الارادة حكاية لطبيعتها ومنصة لظهور احكامها فنسبة الجعل والايجاد الى الماهيات كنسبة تاثير المحاسب في الاعداد من جهة ظهور صورها بعد ما لم يكن ونسبة الماهيات ولوازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة العددية فقط فهذا معنى قولهم الماهيات غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط المراتب العددية بالواحد وتعينها بخواصها كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعين وجودا وهو الفيض الاقدس فكما ان للعدد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من الواحد الى ما لا يتناهى كامنة في الواحد من جهة الفرض والتقدير لا من جهة التقرر بالفعل فكذلك للطبيعة الكلية بما في حيزها من اركان ومواليد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ وہ مشتق ہوئی ہین اُس سے نہ اُس کے سوا سے اور متمیز ہین بعضے مراتب بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُس وقت ہوگی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب و انحصار و انضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے اسکی طبیعت کے اور منصہ ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت جعل اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور انکی صورتوں کے بعد اُسکے نہ تھی اور نسبت ماہیات اور اُنکے لوازم کے طرف انکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم اُنکے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط پس یہ معنی ہین اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولہ اور جعل و ایجاد وہ ظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین ان مراتب کا اپنے خواص سے فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجوداً اور وہ فیض اقدس ہے پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ ممتد ہے واحد سے طرف نامتناہی کے پوشیدہ ہے بیچ واحد کے جہت فرض سے نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اسکے حیز مین ہے ارکان و موالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے

معلومة الخواص فی المراتب كما قال عن من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منقسمة
الى الانواع انقسارا حاصرا لا يزيد ولا ينقص و
لا يمكن ذلك ابدا ثم تنقسم تلك الانواع الى الافراد
بضربها فی الاتصالات الفلكية والارضية وملا
حظات الوضع السابق المعد للموضع اللاحق
الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا نهاية لها كامنة
فی حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج فظهرت فيه صورة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلی بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هی كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
فی خياله فحصلت صورة علمية هی كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار وهذا اول تجلی فی الطبيعة الكلية ثم
نزلت فی المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها خطيرة القدس وغيرها **مشهد**
اخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته ينفط النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التی هی فيما بينه وبين الله وبينه

المشاهدة الثالثة والثلاثون ۳۹

معلوم الخواص و المراتب چنانچہ اللہ تعالی از رہ حکایت
ان حقائق کو بیان فرماتا ہے وما منا الا له مقام معلوم
کہ منقسم ہے طرف انواع کے انقسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ نہ کم
اور نہ ممکن ہو ابد تک پھر منقسم ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد
کے جب انکو ضرب کریں اتصالات فلکیہ و ارضیہ میں اور
ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر
نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور
حقیقت الحقائق سے طرف لا نہایت کے کہ پنہاں ہے
حقیقت الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض
و امکان کے نہ باعتبار جہت تقرر بالفعل کے پھر مرتبط
ہوا ساتھ حقیقت الحقائق خارج کے اور اسمیں ظاہر
ہوئی صورت حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقائق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے
کہ جس سے صادر ہوئے اسکے واسطے سے ارکان و عناصر پھر حاصل
ہوئے امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک کیا اس
شخص واحد نے اپنے رب فرد صمد کو اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار
سے اور یہ پہلی تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی ادراک
مقیدہ تو ہو گئے حضرات انہیں میں سے حظیرۃ القدس وغیرہ -
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ منفط نفس
ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو بیچ اسکے اور اللہ تعالی میں ہیں وہ

وبین سائر الناس اهتدائها النظام صالح فیها یرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خیرًا فقهه بتلک الاعمال والاخلاق وهدایه النظام صالح فیها تفقیها مفاضا من حضرة الرحمة من غیر فکر ورویّة منه وهذه الافاضة انما تکون برکة منفوخة فی خلق السمت الصالح وهذا هو معنی قوله عز من قائل واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوٰة وهذه الصورة ایجاد الفعل ویتبع هذا الایجاد ایجاد علم بتلک الاعمال والاخلاق ونظامها المحبوب ولا یتکمل احد من عباد الله الا بهاتین الهدایتین لکن کثیر من افراد الانسان لا یستوجبون الایجاد الشفاهی من حضرة الرحمة بغیر واسطة فکان الخیر حینئذ ان تتوجه الرحمة الی کامل من البشر یستحق بجبلته ان ینسلخ من احکام الفرد الخاص ویتقیامة من الناس بحسب امزجتهم وما یلیق بها من الاعمال والاخلاق وکیفیة ترقیهم من الطبیعة الی ما قدر لهم من القربة ویستوجب ایضا بفطرته ان یجذب من حیز الطبیعة الی حیز القدس فتنصبغ هنالک نفسه بلون الهدایتین ویحیط بهما تحققا وتبینا فاذا توجهت الی کامل هذا نعته ضمته الیها وغطته فانطبع فیه السر المراد وتستبح هنالک هذا السر الاجمالی بصورة تقائه باحکام تلک الامة فیسر عنه وقد وعی علما ثم یرد الی حین الفکر والرویة فیتکلم کما وعی وهذه حقیقة

اعمال واخلاق درمیان اسکے اور لوگونکے ہین اور انکا ہدایت پانا ہے بواسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہو اپنے بندہ سے تو جب اللہ تعالی اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اسکو سمجھ دیتا ہے اُن اعمال واخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اسکو انکے نظام صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بفکر ورویّت کے اس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کیگئی خلق سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالی کے اس قول کے واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال واخلاق اور انکے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندو مین سے کوئی کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد انسان ہین کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے کے تو اسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کیطرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب اس امر کا کہ نکل آئے احکام فرد خاص سے اور ہیجاے گروہ مردم مین اُنکے مزاج کے موافق اور اُنکے مزاج کے موافق اعمال واخلاق کے اور اُنکی ترقی کے طبیعت سے لائق ہو اُنکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالی کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ جذب کیے ہی خیر طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اسکا نفس ساتھ لون دونون ہدایتونکے اور احاطہ کرلے ان دونون ہدایتونکا از روے تحقیق اور تبیین کی پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی یہ صفت ہو وہ رحمت اس سے ملجاے اور اسکو ڈھانک لے تو اسمین منطبع ہو جاے یہ سر مراد اور غالب ہو جاے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام ان لوگونکے پس ایک ہی اُس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہے پھر وارد ہو حین

نزول الشرائع علی الانبیاء وحیا ونزول الطرق علی الاولیاء کشفا والہاما فیسمع منہ ھذا المحتاج الی الواسطۃ کلاما دالا علی النظام المراد فتبادر الیہ فطرتہ فیاخذ منہا خلق السمت الصالح وخلق الحکمۃ بتوفیق اللہ مما یناسب خصوصیۃ نفسہ ویدع امر العامۃ فیتمثل بین عینیہ النظام المراد ویکون حکما فصلا فی جمیع امورہ فیفوز بالسعادۃ ویکون ممن ھدی الی الصراط مستقیم وکان سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ ممن استوجب عقلہ بعد معرفۃ ما یناسب بخصوصیۃ نفسہ ان یعرف اشیاء من حالۃ الامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبہا علی ھذہ الحالۃ

لقد کان فیمن قبلکم محدثون الحدیث وقال لو کان بعدی نبی لکان عمر ھذا وقد آتانی ربی من ھذا الباب نصیبا ففھمنی مشارب الناس فی قربتھم من ربھم فمن تلک الحضرۃ ان الناس لا یعتد بقربتہ حتی یعرف نور الطہارۃ ویعرف فقدہ ویعرف الحجاب المسدل بینہ وبین ھذا النور من الطبیعۃ ویعرف کیفیۃ قھر الطبیعۃ والالتجاء الی مباشرۃ ما ھو علاج وھیآت نفسانیۃ تعید الیہ ما فقد ویجرب کل ذلک من نفسہ ویحیط بنفسہ من ھذہ الجھۃ علما حتی یعرف لذۃ المناجات فی السجدۃ ویعرف کیف رقت روحہ وصفت فی تلک الحالۃ وارتفع بینہ وبین اللہ الحجاب

نزول شرائع کی نبیوں پر ازروے وحی اور نزول طریقہ اولیا کے ازروے کشف اور الہام کے تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اس کلام کیطرف اسکی فطرت اُس سے اور اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالی کی توفیق سے جسقدر کہ اسکے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے اسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے انمین سے جنھون نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی انمین سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے اس شئے کے جو مناسب تھا اُنکے خواص نفس کو کہ پہچانین اکثر چیزین امت کے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسحالت کی آگاہی کیواسطے انکو۔ لقد کان فیمن قبلکم[1]

محدثون الخ اور فرمایا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر[2] وہ یہ ہے اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالی نے اسمین سے حصہ پس سمجھا دیئے مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب مین انکی تو انمین کا ایک یہ بات بھی ہے کہ انسان نہین قابل ہوتا اس قربت کے جبتک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اسکے فقدان کو اور جبتک نہ پہچانے طبیعت کے پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت کے غلبہ کو اور اسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اسکی طرف وہ شے جو گم ہو گئی ہے تجربہ کرے اسکو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے ازروے علم کے اور یہانتک کہ پہچانے لذت مناجات کی سجدہ مین اور پہچانے کہ کیونکر اسکی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اسحالت مین اور اٹھ گیا حجاب جو اُس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

[1] محدث یعنی صاحب الہام ... (حاشیہ)
[2] اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ۱۲

فصارت مشافهة بالمناجاة كأنه رأى العين
ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف
يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيئات
بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى
يعرف اليقين اى اجتماع الخاطر الى الله والاعتماد
عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح
فى الدعاء الخير للدنيا والآخرة ونعوذ من
الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه و
اعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها
ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف
ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى
كل ما يرد عليه والفزع الى الدعاء والتعوذ
اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما عند
الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة و
الجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى
يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا
الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه
ثم كيف يعالج دقهر الطبيعة ويعرف حجاب
الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور
من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذى
يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة
الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك وإياك
ان تأخذ هذه العلوم ظهريا **مشهد آخر**
اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هى ما
يموت الانسان بانفكاكه عن البدن و ما به الحس

المشهد الاربعون

تو ہوگیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا
اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد
اسکے اور کیونکر دفع ہو جاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور
ہیبت بدنی اور نفسانی پر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہوگئی تھی
اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری کو اللہ کیطرف
اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلعت پر
تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ
مانگنے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے
اور اعمال و اخلاق اسکے سوا کے اور مصائب زمانے کے
اسکے ساتھ ہیں نہیں سب اللہ کے ہاتھ ہیں جو خدا چاہتا ہے
سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلعت اسے کیا ہدایت کرتی ہے
استخارہ سے ہر شے جو اسپر وارد ہو اور بقرار اسی طرف دعا
کے اور پناہ مانگنی مضطرب ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا
اللہ نے اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا و آخرت میں اس چیز میں
جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ
جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور کیونکر
اسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے
اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور
پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے
نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص
مقرب ہے اور اسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوگئی پس اپنے
پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم
کو پس پشت نکیجو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ
سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے
ہے کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اسی سے حس

للحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى البدن جسم هوائي يتكون فى القلب ثم ينتشر فى البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعية ثم حقيقة مثالية وهى التى انعقدت قبل ظهورها وتكونها فى الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية وهى حصة من الصورة الانسانية ممكنة نفعها واعراض مشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية لاحكام خاصة ثم صورة انسانية مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن قال ان الروح جسم لطيف حل فى البدن كحلول النار فى الفحم فهو صادق ومن قال انها مجردة فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقيق قال النبى صلى الله عليه وسلم لكل نبى دعوة مستجابة فتعجل كل نبى دعوته وانى اختبأت دعوتى شفاعة لامتى فان قلت كل نبى له دعوات مستجابة وكذلك لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما وقع فى الاستسقاء وفى مواضع لا تحصى فالى اى دعوة اشار فى هذا الحديث اذ يعلم من السياق انها دعوة واحدة لكل نبى قلت هذه الدعوة ليست دعوة رغبة خاصة فى شئ من المطالب بل كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم فلا يخلو حال العباد من امرين اما ان يطيعوه فيفيض عليهم

وحرکت وحیات ہے اور اسکے طبقے اور لطائف ہیں اقرب بدن میں اُس کا جسم ہوا ہے جس کا مقام قلب میں ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں و راٹھاتا ہے قوت دراکہ اور طبیعت کو پھر ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے لیا گیا ہے میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا ایسی صورت انسانیہ کا جن کے عوارض مشخصہ ہے قوائے افلاک عناصر سے مقتضی ہیں واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ ہے قطع نظر مشخصات سے پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت نامویہ ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پھر انبساط ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجہۃ ہو مولیہا لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی۔ اگر تم کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئیں استسقاء اور بیشمار موقعوں میں تو کونسی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کیونکہ اسکے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے تو میں کہتا ہوں کہ یہ دعا خاص کسی مطلب کے رغبت کی دعا نہیں ہے بلکہ جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کے واسطے تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اس نبی کے مطیع ہوں گے

فی حقهم افاضة برکات علیهم او لعصبة فینقلب
ذلک اللطف مقتا سخطا و غضبا و فی کل من النبیین
یالهم النبی الهام نفث فی الروع ان یدعو لهم او
علیهم فتلک دعوة واحدة لکل نبی ناشیة من اللطف
الذی منه کانت بعثته و اما نبینا صلی الله علیه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالی لم یقصد فی بعثته
اللطف بهم فی الدنیا فقط بل اراد مع ذلک ان یکون
معه الرحمة عامة یوم المعاد و قد ذکرنا انه صلی الله تعالی
علیه وسلم شهید فی الاخرة والشهادة من خواصه فنفث
فی روعه علیه الصلوة والسلام ان یخبئ تلک الدعوة
التی انما تنشأ من اللطف الذی هو منشاء النبوة لیوم
المعاد فتدبر فی هذا السر حق التدبر

مشهد آخر و تحقیقات

فاض علی قلبی علم
الخلق والایجاد عموما والخلق فی النشأة الخیالیة خصوصا
وانه یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر
لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرة ولیس فیها
الاجزم بان هذا هکذا او یکون او غیر فی حضرة ولیس
فیها الا الجزم بان هذا لیس هکذا و غیر ذلک من انبیین لدی
هذه العلوم دانه تیسر بیانه الخلق جمع اجزاء مختلفة
و افاضة صورة مناسبة علی هذه الاجزاء حتی تصیر
شیئا واحدا او الخلق یکون تارة لما هو من العناصر فتجتمع
اجزاء العناصر فیفاض علیها صورة تناسب الصورة
العنصریة فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض
فیصیر المخلوق انسانا او فرسا و تارة لما هو من الصور
الخیالیة فتجتمع خیالات کانت متشتتة فی الخیال الذکوریة
فیه عن الخیال الصور الواقعة فی الخیال من خارج

المشاهدة الکلیة والاربعون ٣

تو یہ انکے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نا ایمان لائے سپر
تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہو گیا انپر اور دونون حق تون
مین نبی کے دل مین یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ انکے واسطے دعائے
خیر کرے یا دعائے بد کرے تو وہ دعا واحد ہے واسطے
ہر نبی کے جو اللہ کے لطف سے پیدا ہوتی ہے جس کے
واسطے اسے بھیجا تھا لیکن جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہیں ارادہ کیا
انکے بھیجنے سے فقط دنیا مین انپر مہربانی کرینگا بلکہ ارادہ کیا
اسکے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کرینگا اور ہم بیان
بیان کر چکے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہین
آخرت مین اور شہادت آپکی خواص سے ہے پس انکے قلب
مین الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑین واسطے قیامت کے
تو خوب غور کر لو اس کو جو غور کرنیکا حق ہے

مشہد آخر و تحقیقات

افاضہ ہوئے میرے دل پر خلق و ایجاد کے علوم عموما
اور خلق کے علوم عالم خیالیہ مین خصوصا اور یہ کہ اجتماع
نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر مین لیکن اسطرح سے
کہ احد النقیضین ایک درگاہ مین ہو اور اسمین نہو مگر یہ یقین
کہ یہ اور یون ہی ہے یا دوسری نقیض ہو دوسری درگاہ مین اور
اسمین نہو مگر یہ امر کہ یون نہین ہے اور ہم بیان کرتے ہین
تمسے یہ علوم جس قدر انکا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ان اجزاء پر یہان تک
کہ وہ اجزاء ہو جائین ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتے ہین اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے انکو
وہ صورت جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت اور کمیت مین اور سب عرضون مین
تو وہ مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے
تو جمع ہو جاتی ہین خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال مین یا تنگ تھے

فیفاض علیها صورة تناسب الصور الخیالیة فی
التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه کل خلق فی
ای نشاة کان فانه لا یدخل فی تلک النشاة شیء من
خارج تلک النشاة لان ذلک محال لا یقبله العقل
ضرورة نعم نشاة تعد لنشاة اخری وعوجود فی نشاة
یعد لموجود فی نشاة اخری ذلک لانتظامهما جمیعا
فی الطبیعة الکلیة وسریانها فی النشاٰت علی السواء
فینبغی ان تجرد نظرک الی النشاة الخیالیة فهنالک
بناء وهدم واحیاء واماتة وتقریبات والله هنالک
کل یوم هو فی شان فربما یتعلق الارادة الالٰهیة بتکوین
شخص خیالی فیبعث له تقریبات یجمع له اجزاء خیالیة
ومن عجیب لا سرار خلق النسب بعد ما لم یکن فیکون
الرجل شریفا فی نفس الامر ویکون لیس بشریف فی
نفس الامر فی زمان واحد وذلک انه بما یمکن الرجل
شریفا فی الاصل ولکنه ولد فی زمان تقتضی الاتصالات
الفلکیة یومئذ نباهة نسبه وان ذلک بنوع امتزاج
زحل مع الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل مرآة
ونور الشمس والمشتری منعکسا فیه فحینئذ یکون
والله اعلم هذا المولود براعة النسب والنباهة
من اجله ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صورة
المفاضة حکم هذا الاتصال کما یحفظ فی المولودات
اشکال الوالدین وتخاطیطهما وهذا الرجل لیس له
شرف موروث فیقضی اولا فی الملأ الاعلی بصیرورته
شریفا ثم لا یزال فیهم نمو هذا المعنی کما یربی الانسان
فلوه فینمو حتی یترشح منه الهامات الی الملأ السافل
ومنه همم الاتقیاء من بنی آدم غیر الکمل فاذا بلغ الانسان

سے تو فائض ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صور
خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے
ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم سے خارج
سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو
عقل قبول نہیں کرتی ضرور ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم معد ہے
واسطے دوسرے عالم کے اور یہ امر ہی بسبب اسکی انتظام کی طبیعت
کلیہ میں اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عالم میں برابر پس
چاہیے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے
اور بگاڑتا ہی زندہ کرتا ہے اور مارڈالتا اور تقریبات ہے
واللہ کہ وہاں ایک نرالا دن ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ
متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے ایک شخص خیالی کے تو
برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اسکے تقریب اور اسکے واسطے اجزا خیالیہ
جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا
پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر
میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں
شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ
مقتضی ہیں اسکی بزرگی نسب کو اور یہ بری ایک میں ہے ایک نوع امتزاج ہے
زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو اور نور شمس و مشتری کا
اسمین منعکس ہو تو اسوقت ہو گی اور خدا خوب جانتا ہی اس لڑکے میں
بزرگی نسب و نباہت کے اسکے سبب سے اور ہووے وہ اتصال ایسی حیثیت سے
کہ محفوظ ہو اسکی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے
بچوں میں شکل والدین اور نشان والدین کے اور اس مرد میں شرافت موروثی
نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہی پہلے ملاء اعلی میں اسکے شریف ہو جانیکا
پھر اسمیں ہمیشہ یہ بات بڑھتی جاتی ہے جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتے ہیں الہام
طرف ملاء سافل کے اور انھیں عجائب اسرار سے ہے گویا بنی آدم سوا

(۲ موجود ہے یا ایک عالم میں معدوم ہو واسطے دوسرے عالم کے)

استدركه وجاء القصال يستدعي ظهور نسبه ونباهة امره
حتى اذا تنزل هذا السر في الرحم فخرج من حظ الناس
او من باين بطون العراق وجد دليل على كونه شريفا
وان كان مخالفا لما في نفس الامر لكن يقع هنالك شباهة
فتنقاد لها خيالات بني آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشرافة واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح فربما يرى في بعض مناماته انه شريف
فتطمئن به نفسه بذلك وكل من حفظ الامر الاول فذكر
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاط به انكار
الملأ السافل كان كالذي يسبب لتشريفه بانه ليس
شريف وهذا كله في الخارج شبح ومثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند اليها والى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين هذا الاستناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه
غير موقوف وقس عليها امانة الشرف فيبعث الله
تقريبا عجيبا يثبتون بها الشرف لهذا الانسان ويفقد
من نفسه لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكتب ذلك في الملأ السافل فكل
من قال انه شريف انكروه كالذي ينسب غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
اذ ليس هذا محل التناقض في شيء بل هنا الحضرتان
حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالخبر مطابق في تلك
الحضرات ومن هذا الباب خلافة الخليفة الجائر
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا

کاملین کے تو جسوقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے
وہ اتصال جو مستدعی ہے اسکے ظہور نسب اصیل شرافت کا تو نزول
کرتا ہے یہ سر زمین میں تو نکلتی ہے حفاظت سے لوگوں کے یا بطون اوراق
سے ایسی کوئی وجہ کہ دلالت کرے اسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر
میں ہو لیکن واقع ہوتی ہے اس میں شباہت کہ خیالات بنی آدم تمام مطیع ہوتے
ہیں اور اسپر مجتمع ہو جاتے ہیں کہ اسکو شریف کہیں اور بوجہ شرافت سے
اسکی تعظیم کریں اور جسوقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اسکو اطمینان
ہو جاتا ہے اس سے اور جسکے حفاظت کے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہیں ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملاء سافل کا اور ہو جاتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتین
خارج میں ایک کالبد ہیں اور مثال ہیں واسطے رنگ جانے اسکے نفس کے
شرافت نسبیہ کے رنگ سے اور واسطے شرافت نسبیہ کے خارج میں نسب ہے
کہ مستند ہوتا ہے اسکی طرف یا یہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا
میں پس متعین ہوتی ہے یہ استناد بمقتضاء وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا
ستر سمجھا ہی نہیں اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ موجود
کر دیتا ہے ایسی تقریب عجیب کہ اسکے سبب لوگ کھو بیٹھتے ہیں اس انسان کا شرف اور
گم ہو جاتا ہے اسکے نفس سے رنگ شرافت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے
ہیں کہ وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء سافل میں اور جو کوئی
اُسے شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس سے گویا اس نے غیر شریف کو شریف کی طرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے
کہ ایک وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اسلیے کہ یہ کسی شے میں تناقض نہیں
ہے بلکہ یہاں دو درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے
شریف نہیں ہے واسطے دونوں جہت کے مطابق ہے ان درگاہوں کی خبر اور اسی باب سے
ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت
نہیں ہے اور اسی باب سے ہے [illegible] تا بوقت قیامت قریب ہوگی کہ ہو

البابب تقارب الزمان اذا اقتربت القيامة فيكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك لانعقاد صورة الفناء والعدم فى الملاء الاعلى فيفاض لون ذلك فى الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه ليس هنالك امتداد ويختل المقاييس فلا يقدر الانسان ان يصنع فى يوم ما كان يصنعه من قبل فى يوم وذلك لتاثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلى بمنزلة تاثير هم الانسان فى ذلق رجله من جذع بين جدارين ولم يكن تنزلق لو كان هذا الجذع موضوعا فى الارض ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامنا فى هذه الساعة والله اعلم

مشهد آخر

افيض على اسرار من اسرار المبدء والمعاد فمن اسرار المعاد سرلباس اهل الجهنم سرابيل من قطران والباس اهل الجنة السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة واشباه كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمتين احديهما ان بين النفس على الحس الحيوانى فى الانسان وخروجها بموت وبين البدن امتزاجا اكيدا لاسيما فى لكثر بنى آدم ممن يتبادر الى فهمهم ان الروح وصف للبدن وانها جوهر او انها فى البدن كالنار فى الفحم ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس بصورة اوصاف البدن فى المنامات وثانيتهما ان بعض الحضرات فى عالم الناسوت يتمثل هنالك معنى بصورة شئ كتمثلها فى عالم الخيال المقيد كقصة سيدنا داؤد عليه السلام وما تمثلت الملائكة متخاصمين فى النعاج هذا ومما يلتهم بعض الناس

ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلے میں تو افاضہ ہوگا اسکا رنگ عالم ناسوت میں پس انکے خیال میں آئیگا کہ امتداد ہے اور وہان امتداد نہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائیگا کوئی انسان قادر نہیں ہونیکا کہ ایکدن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس راز کے جو افاضہ ہوا ہے ملاء اعلی سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اسکے پاؤنکے اس تنہ درخت سے جو درمیان دو دیوار کے رکھا ہوا اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہوتی اسکے پاؤن کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا کلام انکو احاطہ نہیں کرسکتا اس وقت واللہ اعلم

مشہد آخر

افاضہ ہوئے مجھپر اسرار مبداء کے اور معاد کے اسرار میں سے ہے پہنانا اہل جہنم کو کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس وحریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے ترو تازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے بیان کیں اور اسکا بیان دو مقدمونپر موقوف ہے ایک اُن دو میں سے یہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے میری مراد وہ شے ہے جس سے حس و حیات ہے انسان میں اور جس کے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم میں جنکی فہم میں تبادر ہوتا ہے کہ روح ایک وصف ہے بدن کا اور وہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کوئلے میں آگ سو اس امتزاج کیوجہ سے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے بصورت اوصاف بدن کے بیچ سونیکے اور دوسرا ان دونوں مقدمون سے یہ ہے کہ بعض حضرت عالم ناسوت میں متمثل ہوتی ہیں معنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل انکے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ بھیڑون کے مقابلہ انکے واسطے بعضے آدمیوں سے

المشاهدة الثانية والعشرون ۳۲

فی الازواج وبعض تمهید المقدمتین نقول صبغ الکفر
علی نفوسهم هو الذی یصیر سرابیل من قطران سوادًا
فی الوجه بسبب تاثیر اللعنة الالهیة وصبغ الایمان
علی نفوسهم هو الذی یصیر سندسا ونضارة فی
الوجه بسبب عنایة الله بهم رایت ذلک رؤیة
روحانیة ومن اسرار المبدء ان رایت الوجود المنبسط
متلاشیا فی الحق من جهتین جهة صدوره من الذات
الالهیة وجهة ظهور تجلی الهی فیه بحیث حاط بمجامعه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا مغتره
لکن النظر الدقیق یحکم ان الذات الواجبة صدر
منها الشئون بما هی فی المبدء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلیة والخارج ثم ظهر هنالک فی
الخارج شأن بعد شأن علی الترتیب یکون

مشهد آخر فاض علی اسرار عجیبة فی طریق ظهور الکرامات
اعلم ان الکرامات لا تنبعث الا من قوة فی النفس
الناطقة فاذا اعدت من الملاء الاعلی الصقت همتها
بالقوة العازمة من الشخص الاکبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة الی تلک العازمة فتنقلب الصورة
المطلوبة هنالک عزما حاتما وللاولیاء هنالک حدان
احدهما حد یکون هنالک ادنی خطرة وادنی
استحسان متصلا بالعازمة وثانیهما حد یکون هنالک
الهمة القویة المنبعثة من صاحب النفس المستمرة علی
النفس فی اوقات کثیرة هی المتصلة بها وبین الطرفین
مراتب کثیرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولیاء فی ذلک علی قسمین منهم من یکون همة
النفس متمثلة عنده یری الآثار تصدر منها ومنهم

المشهد الثالث والاربعون ۴۳

ازواج میں اسکے بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر کا
رنگ کافروں کے نفوس پر وہی ہے جسکے روغن قطران کے ہو جاینگے
اور روسیاہی بسبب تاثیر لعنت الٰہی کے اور ایمان کا رنگ اہل جنت کے
نفوس پر وہی لطیف ریشمی کپڑے ہو جاینگے اور تر و تازگی انکے
چہروں کی بسبب عنایات الٰہیہ کے ہوگی میں نے یہ دیکھا دید روحانیہ میں اور
اسرار مبدء سے یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں
دو جہتوں سے ایک جہت اسکے صادر ہونیکی ذات الٰہی سے اور ایک جہت
اسمیں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب جامع کو احاطہ کر لیا ہے
تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اسکی
غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شئون ساتھ اس شے کے جو مبدء اول میں ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں
ایک شان بعد شان اوپر اس ترتیب کے جو پوشیدہ تھی۔

مشہد آخر جو مجھپر افاضہ ہوے طریق ظہور کرامات کے اسرار عجیبہ
جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اس قوت
سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جس وقت ساز گار ہوتی ہے ملاء اعلیٰ سے
اور اسکی ہمت ملحق ہوتی ہے شخص اکبر کی قوت عازمہ سے تو ہو جاتی ہے
بمنزلہ استحسان کے بہ نسبت اس قوت عازمہ کے تو منقلب
ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ وہاں عزم قطعی سے اور اولیاء کے یہاں دو
حدیں ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنی خطرہ اور ادنی
استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری حد یہاں ہمت
قویہ منبعثہ ہے صاحب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ
میں جو اس سے متصل ہے اور درمیان دونوں طرفوں کے بہت سے مراتب ہیں
اور اوقات و احوال و اسباب کے واسطے خواص ہیں پھر اولیا اسمیں دو قسم ہیں
ایک وہ ہیں کہ انکی ہمت نفس انکے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے ہیں
کہ آثار اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جنکی ہمت غیر متمثل

من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالخصوص وقوعًا
بتدبير الحق ورحمته بفيضانه ومنها الافراد الاول
اكثر في الهند وخراسان وما يليهما والثاني اكثر في الحجاز
واليمن وما يليهما ثم الاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة
سنة الله انجع في المقصود فاذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله لنكصت كما ترى عند عروض الحياء
والخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
فذراعا ما سكت ومنها ما لا تدفعه المخالفة والاستبعاد
وانكار القوم الا شدة في العزيمة كما ترى عند المنافسة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء في انبعاث
الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
تنفخ في همته دواعي وذلك اما ان يكون داعية حادثة
لاسباب مقتضية لها كقصة خضر واما ان يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء العمياء ببعثة سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فانها مستمرة لا تزال
سارحة من شرحها متصلة بقلبه المقدس فيصير لادة
لافاعيل خاصة واوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه هي الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيصير اشرافا واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب
بحسب المقتضيات والمعدات ساعة فساعة وقس
على ذلك سارحة العلم منبجسة من الناموس المنعقد

ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو
وہ نہیں پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسیوقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں اسے
آثار اور اول قسم کے اولیا اکثر ہند و خراسان اور اسکے قرب میں
ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اسکے نواحی میں پھر
اولیاء کیواسطے وقت ہیں انمیں سے وہ ہے کہ جسمیں ارادہ صرفہ ہو
کہ اسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ مقصود
میں سریع التاثیر ہو کیونکہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا
مخالف عادت اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ
ہونے سے اور یہ سر ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے ابو رافع کے
جب اس سے طلب کیا تھا ذراع تیسری دفعہ اور انھوں نے عرض کیا تھا کہ یا
رسول اللہ بکری کے ذراع دو ہی ہوتے ہیں تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے
تو ذراع کے بعد ذراع بہت سے لا کر دیتے جبتک خاموش رہتے اور بعض ہی کہ جسمیں مخالفت
اور استبعاد اور انکار قوم سخت نہو عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو جنگ وجدال اقران
معرکہ میں دلیروں اور پہلوانوں کے اور لڑائی میں اقران کے پھر اولیاء داعیہ کی منبعث
ہونے میں دو طبقے ہیں ایک طبقہ وہ کہ جسمیں داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے
اور اسلیے کہ ارادہ نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اسکی ہمت میں دواعی اور وہ ہوتا ہے یہ
یا تو داعیہ حادث بسبب اسکے اقتضا کے جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے
داعیہ مستمرہ جیسے ارادہ سیدھا کرنیکا امت ٹیڑھی اندھی کے ساتھ بعثت
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بیشک وہ مستمرہ ہے ہمیشہ
کوئی گوشہ اسکے گوشوں میں سے متصل ہے انکے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے ارادہ فعلوں خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق اقتضاء
وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ اعلی ہے مختص ساتھ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے انصراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
و آب موافق مقتضیات اور معدات کے اس ساعت اور اسپر قیاس
کر لو چشمہ علم کا جاری ہے خاموس سے اور جو منعقد ہے ملاء اعلی میں

فی الملاء الاعلیٰ ارادۃ للخیر باھل الارض فھی متصلۃ بقلبہ المقدس دائماً الا انہ ستصور بصور شتی بحسب الاوقات والاوضاع وھیآت النفس فیخرج بصورۃ النفث فی الروع مرۃ ویمثل لملک اُخری وافاضۃ برکۃ فی الرؤیۃ تارۃ ومناما اُخری ومنہم من یکون الداعیۃ السفلیۃ ھی الباعثۃ فیہ ولیس ذلک من مقامات الکمل اللھم الا تمام المعنی الجامعیۃ والیہ الاشارۃ فی مقالتہم المشہورۃ ان العارف الاھمۃ ثم ان الولی اذا بلغ ھذا المبلغ من القوۃ العازمۃ تخلع علیہ خلعۃ القطبیۃ فی مشہد سویداء القلب من الشخص الاکبر فصار ملاذاً للناس فما بالہم جامعاً لشملہم ولست اریٰ وجوب تفرد شخص بھذا الامر بل ربما یصل الیہ اثنان وثلثۃ وفوق ذلک ایضاً والحفۃ مع کل واحد کانہ المتفرد بہا مثل الخ مثل الانسان کل فرد من البشر منفرد بہ من غیر مزاحمۃ وان کانوا الوفاً ومن زعم انفراد شخص بذلک فما یشیر الی سر غیر ما اشرت الیہ ویعرج علی ھذا الانفراد الذی ذکرتہ ویحملہ علی غیر محملہ والحمد للہ الذی سقانی کاساً دھاقاً من کل ھذہ المقامات التی اشرت الیہا **مشہد آخر** رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذلک ان اللہ اذا اراد شیئاً من نظام الخیر جعلنی کالجارحۃ لاتمام مرادہ ورأیت ان ملک الکفار قد استولی علی بلاد المسلمین ونھب اموالہم وسبا ذریاتہم واظہر فی بلدہ اجمیر شعائر الکفر وابطل شعائر الاسلام والعیاذ باللہ فغضب اللہ تعالیٰ علیٰ اھل الارض غضباً شدیداً ورأیت صورۃ ھذا الغضب متمثلۃ فی الملاء الاعلیٰ ثم ترشح الغضب

اہل زمین کیطرف کے ارادہ سے پس وہ متصل ہے انکے قلب مقدس سے ہمیشہ لیکن اسکی صورتین متفرق ہین بحسب اوقات اور اوضاع کے اور ہیئت نفس کے اور کبھی خارج ہوتا ہے بصورت الہام قلب کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب مین افاضہ برکت کا اور کبھی قیام مین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ داعیۂ سفلیہ باعث ہوتا ہے اور یہ مقامات کاملین سے نہین ہے الٰہی یون کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنی جامعیت کے اور اسکی طرف اشارہ ہے انکے اس قول مشہورہ مین کہ ان العارف لا ہمۃ لہ کہ پھر جب ولی پہنچتا ہے قوت عازمہ کی اس حد کو تو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت قطبیت کا مشہد مین سویداء قلب کے شخص اکبر کی طرف تب ہو جاتا ہے وہ لوگونکے واسطے پناہ کی جا اور لوگونکا مرجع اور جامع اُنکے تفرقہ کا اور میری رای مین نہین ہے واجب ہونا واسطے ایک شخص کے اس مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات اسکے تئین کبھی پہنچتے ہین دو اور تین اور اسکے سوا بھی اور حضرت ہر واحد کیساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے انسان ہونے مین بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہین ہزارون اور جس شخص نے گمان کیا متفرد ہونا اس رتبہ کا اشارہ کرتا ہے اس سر کیطرف جو غیر ہے اور جسکی طرف مینے اشارہ کیا یا وہ سیدھا چلے اس انفراد مین اور اسکو حمل کیا اسنے غیر محمل پر اور الحمد للہ کے ان سب مقاموں سے جو مین نے بیان کئے ہین مجکو جام لبریز پلایا ہے **مشہد آخر** مینے دیکھا خواب مین کہ قائم الزمان ہون اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شے کا نظام خیر سے تو مجکو مانند اعضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور مینے دیکھا کہ ہنود کا بادشاہ غالب آگیا مسلمانونکے شہرونپر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکی ذریات کو غلام بنا لیا اور شہر اجمیر مین علامات کفر ظاہر کین اور علامات اسلام کھو دیئے العیاذ باللہ اللہ کا غضب ہے اہل زمین پر اور مینے دیکھی اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ مین پھر

الى فرايتنى غضبانا من جهة نفث من تالها لحضرة فى نفسه
ومن جهة مايرجع الى هذا العالم وانا ساعتئذ فى جم
غفير من الناس منهم الروم ومنهم الاذابكة ومنهم
العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان و
بعضهم مشاة اعلى اقدامهم واقرب ما رايت شبها
بهؤلاء الحجاج يوم عرفة ورايتهم غضبوا بغضبى
وسالونى ماذا حكم الله فى هذه الساعة قلت فك
كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان ترونى قد سكت
غضبى فجعلوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم
فقتل منهم كثير وانكسرت رؤس ابلهم وشفاهها
ثم انى تقدمت الى بلدة اخربها واقتل اهلها فتبعنى
فى ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى جئنا الاجمير
وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك
الكفار ثم رائيت ملك الكفار يماشى مع ملك الاسلام
فى نفر من المسلمين فامر ملك الاسلام فى اثناء ذلك
بذبحه فبطش به القوم وصرعوه وذبحوه بسكين
فلما رائيت الدم يخرج من اوداجه قلت
الآن نزلت الرحمة ورائيت الرحمة والسكينة شملت
من باشر القتال من المسلمين وصاروا مرحومين فقام
الى رجل فسألنى عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت
عن الجواب لم اصرح رآيت ذلك ليلة الجمعة
الحادية والعشرين من ذى القعدة سنة ١١٤٤

مشهد آخر لا شبهة فى ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة
فيها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين
المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من صرافة وحدتها
الى آخر المراتب تدريجية وان لا غاية لها الانفس ظهورها

التشلهل النح مسئلة وحدة الوجود ٢٥

میں نے اس جہت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اسوقت
لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں رومی قوم اور اذبک اور عرب سب
ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور بعضے پیادہ
ہیں اور قریب سکے جو میں نے دیکھا شبیہ انکی ہیں حاجی لوگ دن
عرفہ کے اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک
ہونیسے اور مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت میں نے
کہا ہر انتظام کے درہم کرنیکا انھون نے کہا کبتک میں نے کہا کہ جبتک کہ تم
دیکھو میرا غضب ساکت ہوگیا وہ پھر آپسمیں قتال کرنے لگے اور اونٹونکے
منھ پر مارنے لگے تو قتل ہوئے انمیں سے بہت اور انکے بہت اونٹونکے سر ٹوٹ گئے
پھر میں بڑھا آگے ایک شہر کیطرف جو اسکے ویران کرنے اور اسکے
لوگونکو قتل کرنیکے لئے اور انھون نے پیروی اور تابعداری کی میری
اس امر میں اور اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر
یہانتک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہان کفار کو قتل کیا اور اسنے چھڑایا
ہمنے اسکو اور غلام بنا لیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر مینے دیکھا کہ
بادشاہ کفار جارہا ہے بادشاہ اسلام کیساتھ مسلمانونکے گروہ میں
پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثنا میں اسکے ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا
اسکو لوگون نے اور گرادیا اسکو اور ذبح کرڈالا چھری سے پھر جب دیکھا
مین نے خون اچھل رہا ہے اسکی رگونسے مینے کہا اب رحمت نازل
ہوئی اور مین نے رحمت و سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہے ان مسلمانونسے
جنھون نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے رحمت کئے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد
اور مجھسے سوال کیا ان مسلمانونکا جنھون نے آپسمین قتال کیا تو
مینے توقف کیا جواب مین اور نہ بیان کیا یہ مین نے دیکھا شب جمعہ کو
اکیسوین ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۴ کو

مشهد آخر اسمین کچھ شک
نہین ہے کہ حقیقت الحقائق وحدت ہے اسمین کثرت نہین ہے اور
اسکے واسطے تنزلات ضرور ہین کہ کثرت ظاہر ہو اور اسکے احکام
وخواص کے مراتب متعین ہون اور اسی وحدت کی حرکت اسکی

مراقبت وحدت ... [illegible]

حقیقة الحقائق وحدة ... لا بد لها ...

كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة
اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكامنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال وكنا بعد هذه مشهد آخر
فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشئ بالقوة القريبة
او البعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشاة كلية اولا وبالذات وليس هنالك
ذكر الافراد تلك النشاة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشاة صار حب ظهور الافراد بتفاصيلها بارز
ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشاة يكون
فردا متشخصا في المثال وفردا منتشرا بصدق على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبيراته متعلق بتلك النشاة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشاة كلية ثم انفسر ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان يتقصد

اور اسکی کچھ نہایت نہین مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا
اور اس وحدت کیواسطے وقت سکے حرکت لنفسہا کے طرف مراتب
کثرات کے حب مقدس اعلی ہے جسے ارادہ اختیاریہ کہتی ہے ایک قوم اور اسے
ایجاب طبیعی کہتے ہین اور یہ حب بسیط ہی اپنے اول امر مین پھر اسکا
دائرہ وسیع ہوتا گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہی حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اسکے بروز کو
اور بتحقیق بساطت اولی مین نہین خالی ان جمیع محبات سے جو بعد مین ظاہر
ہوئین لیکن وہ اسمین مندمج ہین پھر ظاہر ہو گئین اور پوشیدہ
پھر ظاہر ہو گئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک نہ
چاہیئے جس شخص کو ادنی بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہی ہمنے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا
اس بساطت مین حد واحد پہ نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اس
حب بسیط مین وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہی اور ایک حب
دوسری ہے کہ وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہی اور یہ حب ظاہر اس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے اولا اور بالذات
اور یہان اس نشاء کے افراد کا ذکر کچھ نہین۔ پھر جب آیا وقت
ظہور افراد اس نشاء کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی تفصیلون
سمیت بارز ظاہر اور اس سے ہے جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد
سے اس نشاء سے کہ ہووے فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ
صادق آئی کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت مین اسطرح
کہ ہووے قائم اس مرکز مین ایک شخص پھر اسکے بعد دوسرا
شخص اور اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنی کے
یا یہ کہ قصد کیا جاوے اس سے تدبیر الٰہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اس
نشاء کے یا نہو اور مانند اسکے جب متعلق ہو حب ساتھ ظہور نشاء کلیہ کے
پھر منقسم ہوئی یہ حب اپنی ظہور کیوقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہ کہ منقسم ہو ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود

بقصد ظهور تدبير الهي ولا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك شاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة النشأة الحيوانية
فقط بل بان لها حبا خاصا ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشأت
الالهية والكونية فان كان قصد به تدبير نشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة ثم ما زال في عالم
الناسوت يظهر بها مثال بعد مثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت بها احكام
تلك المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد
نفس تحقق هذا النوع من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء
وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد
فان كان قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبي من
الانبياء وليس في الفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ
ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق
الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة
الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد
في الناسوت وحينئذ ان كان قصد به تدبير ملة فهو
وارث الانبياء وغيره فهو وارث الملاء الاعلى
او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء
فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم

مگر نفس وجود اس نوع کا کمال ہے یہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا کہ نشاء انسانیہ تابع نہیں نشاء حیوانیہ کے فقط بلکہ
اُسکے مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشاء
حیوانیہ تابع نہیں نشاء نامیہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق
ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع نشاءت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اُس سے قصد تدبیر
نشاء کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اسکے مثال ظاہر ہوتی
ہے ایک بعد دوسرے کے یہاں تک کہ پائے گئے سیدنا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پورے ہو گئے اُن سے
احکام اُس مرتبہ کے اور اگر قصد نکیا جاوے اس سے
تدبیر نشاء کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس تحقق
اس وجہ کا کمال سے تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں
اور جسوقت متعلق ہوئے حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا
وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے
پس اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ ایک
نبی ہی انبیا میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور جو یہ قصد نکیا جاوے
اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمیں غالب ہوتے ہیں قوائے الٰہیہ
قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات حب
اول امر میں متعلق نہیں ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد نشاء
کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہے وقت ظہور
افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اُسوقت اگر اس سے قصد کیا
جاوے تدبیر ملت تو وہ وارث الانبیا ہے یا اُسکے سوا اس وجہ وارث
ملاء اعلیٰ ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اُسکا ارشاد ہونا فقط تو وارث
اولیا ہے یہ ہیں معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب مضبوط پکڑ اپنے دانتوں سے

اعلم ان الافراد احکاما لا توجد لغیرہ منہا انہ لیس لہ مستقر من لدن ما سافرت النقطۃ الحبیۃ الی ان تعرج لما منہ سافرت انما کل نشاۃ لہ مستودع وسیرہ فیہا اسرع من سیر السہم اذا انفذ من القوس حتی یبلغ الی منتہاہ فلا یتعلق بذیلہ شئ من قذر النشاۃ بخلاف غیرہ الا ہم الا ما کان فی حکمۃ اللہ ان النشاۃ المتاخرۃ تستمد من النشاۃ المتقدمۃ متضررۃ ومنہا انہ یرزق المحبۃ الذاتیۃ وحقیقتہا النقطۃ الحبیۃ عائدۃ الی ما منہ ھذا السیر علما او حالا او نشاۃ واما غیرہ فلیس لہ فی ہذا القسم نصیب ومنہا انہ لا یکون السبب الحقیقی لانتقال الفرد من نشاۃ الی نشاۃ الا المحبۃ الذاتیۃ تفصیل ذلک ان الفرد اذا ورد فی مستودع فلا بد ان یلتفت زمانا الی احکام تلک النشاۃ فیصل الی ذروۃ سنامہا ویقعد غاربہا ویظہر منہ ما لا یظہر من غیرہ ثم بعد ذلک لا بد ان ینفض تلک النشاۃ عن نفسہ کالجنین یخرج من بطن امہ وینفض عنہ النشاۃ الجنینیۃ فاذا حان النفض تذکر النقطۃ الحبیۃ فی مقر الغرو حیز البساطۃ وتشتاق الیہ اشد الاشتیاق فیہیمانہا لنفسہ ھی المحبۃ الذاتیۃ ومن خاصیتہا ان ینقطع عنہ عروق تلک النشاۃ فیموت وینفک نسمتہ عن جسدہ الکثیف العنصری واذا حان انفکاک روحہ عن نسمتہ الہوائیۃ عاد الیہ ذلک الہیمان والنفض واذا حان انفقاء روحہ عاد الیہ ایضا وہلم جرا حتی تصل النقطۃ الی حیث ھاوی موضع بساطتہا ومقر عزہا اما اقتعاد غارب النشاۃ الجسدیۃ ففی

پکڑ دیکھ پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین اوسکے غیر مین نہین پاے جاتے بعض انہین سے یہ ہی کہ اوسکے واسطے کوئی ٹھکانا نہین اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے واسطے اوس شے کے جسکے واسطے سفر کیا تہا بیشک ہر نشاہ کیلیے ایک گاہ ہے اور سیر اسکی بیچ اوسکے تیز تر ہے تیر سے جسوقت وہ نکلی کمان سے یہانتک کہ پہنچے اپنی منتہا کو پس اوسکے دامن مین کوئی شے نجاست آلودگی نشاۃ سے نہین لگتی بخلاف اسکے غیر کے الہی مگر یہ بات ہے کہ اللہ کی حکمت مین ہو کہ نشاہ متاخر مدد چاہے نشاہ متقدم سے اندر ضرورت کے اور بعض انہین سے یہ ہی کہ اسکو نصیب ہوتی ہی محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت یہ ہے نقطہ حبیہ عود کرنیوالا طرف اوس شے کے جس سے یہ سیر ہی علما یا حالا یا نشاہ اور اوسکے غیر کو واسطے اسمین نصیب نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہی کہ نہین ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاہ کیطرف مگر محبت ذاتیہ اوسکی تفصیل یہ ہے کہ بتحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع مین تو ضرور ہی اسکو التفات کرے ایک زمانہ اس نشاہ کے احکام کیطرف پس واصل ہو اسکے اعلی بلندی کو اور ٹھہرے وہان اور اوس سے وہ باتین ظاہر ہون جو اسکے غیر سے نہ ظاہر ہون پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ یہ نشاہ اسکو اپنی مین سے نکال دے جیسے بچہ اپنی ماکے شکم مین سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے اوس سے نشاہ بچہ پن کا تو جب وقت دور ہو جاویگا تو یاد دلاویگا نقطہ حبیہ اسمین مقر عزت اور حیز بساطت کو اور مشتاق ہو اسکا نہایت شوق سے پس اوسکا جوش اسکے نفس کے واسطے وہ ہی محبت ذاتیہ ہی اور اسکی خاصیتون سے ہی کہ اس سے منقطع ہو جاوین عروق اس نشاہ کے پس وہ مرجاوے اور دور ہو جاوے اسکی روح اسکے جسم کثیف خاکی سے اور جب وقت ہو اسکی روح کے انفکاک کا نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اسکی طرف وہ ہی سرگشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اسکی روح کا تو بھی اسکی طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائین جبتک کہ پہنچے نقطہ اپنے حیز کو اور اپنی جان

بساطت کو اور اپنی قرارگاہ کو [illegible]

الانبياء ظاهرة وما في غيرهم فمنها صحبة ثابتة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور آثارها والاحكام
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين الصفات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقائق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها ووفور آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد
نهار بالنشاءة النسمية فمنها ان يكون معدا
لوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى
البدن الاعظم المتجلي منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب بما كل شيء له بلسان رقيقة وهي حال
تدلي لكنه العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب
انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغي ان يحمل
كل كلام من المفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبهنا الشيء على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لا بد ان
يظهر تلك الآثار منه وليس لمن يكمل نفسه غنى عنها
لانها جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية تحاذي حذوها من
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية تحاذي حذوها
من العلوم الكسبية التصانيف ورأي خاص في كل
علم يبلغ اليه نظره ايا كان سواء كان معقولا او منقولا
ورقيقة زهرية تحاذي حذوها الجمال والمحبة تحبب
كل احد لشعبة كل احد من حيث انه ليس ذا رقيقة

کھہرنا نہایت مین نشاء جسدیہ کے پس نبوۃ نہین تو ظاہر ہے
اور انکے سوا مین پس منصب وراثت انبیا کے ہین جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار واحکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم وحال کے
اور جمع درمیان صفا کیون ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاء النسمیہ کا پس اس ہی سے
معد ہونا واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم
جس سے پیدا ہوئی طبیعت کلیہ اور یہ کہ اعضا ہو جاوے افاضہ مین صور خارجیہ
اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے
کوئی حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اسکے ہے
ساتھ زبان رقیقہ کے اور وہ حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اسکو
حال اور نہ منصب بجز این نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اسکے
ہین پس بنا برین چاہیے یہ کہ حمل کیا جاوے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دی
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہین تجکو
جامع کلام اور اصل سے اسکا اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس رقائق ظاہرہ بارزہ ہین اور ہر رقیقہ کا اثر وحکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا اسکو کہ روکے
اپنے نفس کو ان سے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشتہ ہوئی ہے اور ہے
انکے رقیقہ قمریہ جو مقابل ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث
اور برکات طریقون کے جو منسوب ہین مشائخ صوفیہ کی طرف اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف ورائے خاص سے
ہر علم مین کہ اسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اسکو دوست رکھتا ہے

شمسية يحذو حذوها الغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني
ورقيقة مريخية يحذو حذوها من كل كمال التأصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شيء مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية يحذو حذوها
قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيما
يتقربون الى ربهم ورقيقة زحلية يحذو حذوها من كل
رقيقة بقاؤ تأصل ونفوذ مدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملأ الاعلى
يحذو حذوها همة محيطة بجميع ما يلصق به هي
سبب لنظر الله وعصمة له ورقيقة من الملأ السافل
يحذو حذوها نور يدخل في يديه ورجليه وعينيه
وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي
الى عباد الله ينشعب منه شعبتان نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لا يشغلها شأن عن شأن ولا يبقى عليه حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا هو
خبير بها الآن وانما الآتي تفصيل الاجمال او شرح
نقطة تدويرة وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار
والخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه دقائق كلية جملية وجاءت من
قبل الاسماء الالهية ودقائق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبائعها ودقائق جاءت من

اس حیثیت سے کہ دوسرونکو معلوم نہین اور ایک رقیقہ
شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معناً و
استحقاقاً وحفظاً ساتھ تمام خلقت اللہ کے تحت ہین
حکم وحدانی کی ہین اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اسکے مقابل ہے
ہر کمال سے تاصل اور سختی و رسوخ اگر وہ نہوتا تو ہر شے
ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اسکے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اسکا
لوگونکا مرجع جس مین لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈہین اور ایک
رقیقہ ہے زحلیہ اسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا اور تاصل اور
نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک
رقیقہ ملاء اعلی سے اور اسکے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے اُن سب
چیزونکو اُس سے لگی ہوئی ہین وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اُسکی
عصمت کا اسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابل
ہے اُسکے نور جو داخل ہوتا ہے اُسکے ہاتھون اور پاؤن اور
آنکھونمین اور تمام اعضا مین اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا
جو متدلی ہے اللہ کے بندونکی طرف اُس سے دو شعبے نکلتے ہین ایک
شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اسکا نفس
بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہین روکتی اسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اُسپر کوئی حال نہین آتا احوال سے وقت تجرد کے
طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اُس سے اُس آن اور تحقیق
آنیوالا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کی ساتھ دورہ کے
اور فرد سے ایسی کرامتین صادر نہین ہوتین جیسے اسکے غیر سے
کیونکہ اسکے غیر سے آثار اور کرامتین صادر ہوتی ہین غلبہ سے
اس حالت کے جو اسمین ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اسکے طبقات وجود
پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہین ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا
ہر جزء اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لیے کہ

کہ تم جان چکے ہو کہ اسمین بہت دقایق کلیہ جملیہ ہین کہ آئے ہین اسماء اللہ کیطرف سے اور دقائق ہین کہ آئے ہین نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے +

قبل العناصر وانواع جاءت من قبل تصنیف الکمال الحاصل لها صنافاذا لا یتسلط جزء علی جزء آخر قط فلا تنعزل البهیمیة عن مقتضاها ابدا ستسلط الملکیة علیها ولا تنعزل الملکیة عن مقتضاها ابدا ستسلط البهیمیة علیها ولا یکون متجرد الشیٔ من الکمال بحیث ینمحق اثر کمال آخر بل کل عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد وجهین احدهما ان یکون المدبر الحق اراده لعبادة ایصال نفع دنیوی او اخروی او دفع ضرر کذلک او اراد تعذیبهم علی افعالهم فیجری علی یدیه وینسب الخرق الیه وهو فی الحقیقة کالمیت فی ید الغسال لا اختیار له فی ذلک وثانیهما ان یرجع هذا الفرد الی عقله وحکمته وفراسته فاذا رای شیٔا فیه نفع له او لغیره بسط رقیقة من رقائقه الی ما یناسب هذا الشیٔ فظهر خارق عادة فی الناس مثلا اراد ان یخبر الناس بما سیاتی من الوقائع فبسط رقیقة من رقائقه وهی القمریة فتلقت علما والقاه الیهم او اراد تسخیر قوم فبسط رقیقة من رقائقه وهی الشمسیة فسخرت وهلم جرا ومن خواص الفرد فی الحیوة الدنیا انه یتاتی له ان یعبد ربه بجمیع اخلاقه وجمیع طبائعه وذلک ان الانسان فی مجری العادة یفعل افعال الشجاعة لداعیة ترجع الی جلب نفع او دفع ضرر دنیویین فاذا کان العبد فردا انعقد فی الملأ الاعلی حکم من احکام الحق ترشح منه اثر الی النفس فانبعثت الداعیة وخدمها خلق من اخلاقه

اور رقائق ہین کہ آئے ہین جانب عناصر سے اور رقائق ہین کہ آئی ہین طرح طرح کے کمالون سے جو اسے حاصل ہین تو نہین مسلط ہوتا ایک جزء دوسرے جزء پر کبھی تو نہین معزول ہوتی ہیمیت کبھی اپنے مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اسپر اور کبھی متجرد نہین ہوتا کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے بلکہ اسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادات ظاہر ہو تو دو وجہین ہین ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنی بندونکو نفع پہچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا یا انکے افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور وہ اسکی طرف خرق عادات منسوب ہوتا ہے حالانکہ وہ فرد مانند مردہ کے ہے غسال کے ہاتھ مین اسمین کچھ اختیار نہین اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کیطرف پس جب دیکھے کہ کسی شے مین اسکو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اسکے رقایق مین سے کوئی دقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت لوگو نمین مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنیوالے ہین انکی لوگونکو خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمر یہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگونکو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق مین سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسیطرح اور جاننا خیال کرو اور فرد کے خواص سے یہی کہ وہ زندگی دنیا مین اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور یہ امر اس لئے ہے کہ عادات مین ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلیٰ مین جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے احکام سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق مین سے

فجریات الافعال وهو فی کل ذلك فان ان عن ذاته باق بمراد الحق فهذا معنی عبادته باخلاقه والانسان لطبائعه ولکل طبیعة فناء وبقاء وکمال تؤتاه من ربه وافعال تجری منها بفناء ها فی الحق وتجلیات معنویة حاصلة من ترکیب الکمال بالطبیعة البشریة بحسب ذلك الکوکب کما ان الطبیعة الزهریة بحسب النسمیة تقتضی ان یلتذ کل حسن بالجمال الذی خصه الله تعالی به ویری فی کل لذة وبهجة انقیاداً الی الله واخباتاً له فیکون الحسائس بلذا تهلوا الاشیاء التی یلتذ بها کلها لسنة تذکر الله تعالی فیحصل له حالة عجیبة بسبب غرق فیها ویکو حینا من الدهر وقس علی ذلك کل طبیعة وان شئت الحق فعبادته لربه فی حقه جریان منه علی مقتضی طبیعته والله حافظه واذا اتاه زجر علی فعل فسببه مخالفته فی ذلك المباس البسه الله تعالی ومن خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هذا البدن هام الی الطبیعة العامة التی تعم کل موجود هیمان النفس الناطقة الی بدنها الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر وفی الفلک فلك وفی الملك ملك لا تصیده طور من طور کهیئة الطبیعة المطلقة وحینئذ ربما کان من هذا الفرد آثار عجیبة واحکام غریبة فمنها انه یعلم بالعلم الحضوری انه القیم بالطبیعة الاولی کما ان النفس یعلم انه قائم ولیس بقائم الا بالجسد ولا یعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل بما علم الله

تو جاری ہوتے ہین فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے اللہ کی مراد مین باقی ہے تو یہ معنی ہین اسکی عبادت کے بجمیع اخلاقہ اور انسان کیواسطے طبائع ہین اور ہر طبع کیواسطے فنا و بقا ہے اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کیطرف سے دیا گیا ہی اور افعال ہین جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہین جب اُسکو فنا کرے خدا مین اور تجلیات معنوی ہین جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے حاصل ہوتی ہین موافق اس کوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ مقتضی ہے کہ لذت اٹھاوے حسن سے اس جمال کی جس سے اللہ نے اسے خاص کیا ہے اور دیکھی ہر لذت اور خوشی مین تابعداری اللہ کی اور فروتنی اسکے آگے پس ہو جائین سب چیزین جو اس ساتھ لذت لیوے اور ہر جس سے لذت اٹھاتا ہے سب کے سب زبانین واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے تو حاصل ہو اسکو ایک عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جاوے اور سکر مین آجاوے کچھ عرصہ اور اسی پر قیاس کر لے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی عبادت اپنے رب کے لئے اُسکے حق مین مقتضائے طبیعت کا اسکی جاری ہوتا ہے اور اللہ اُسکا حافظ ہے اور جسوقت کسی فعل پر اسکو زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت اس امر مین بسبب اس لباس کے ہی جو اللہ نے اُسے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے ہی عالم برزخ مین یہ کہ وہ جب انتقال کرے اُس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہی ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن سے ہی مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہی تو اسوقت سرایت کرتا ہی اپنی ہمت سے اجزائے عالم مین تو حجر مین حجر ہے اور شجر مین شجر اور فلک مین فلک ہے اور ملک مین ملک ہے نہین روکتا ہے اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اسوقت اکثر اوقات اُس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہین پس انمین سے یہ ہی کہ جانتا ہی علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولی کو

بالجسم سے کفر والا لے عصیا کے نفس جانتا [illegible] علم کا علم ہے

بعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان و
منها ان هذه الحقيقة ربما صارت معدة
لبعض التدبير الكلي فيبرز بروزا في بعض المواطن
ويكون سببا لافاضة البركات **شعر**
ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما كتمه احظى لديه واجمل

تحقيق في بيان قول السيد عبد السلام بن
بشيش قدس سره على مشرب القوم اللهم اجعل
الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقتي
وحقيقته جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهى
المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه
وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق و
حجابك الاعظم القائم لك بين يديك وانما عبر عنه
بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام
اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في
قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري
ومنها انشعبت الحقائق فهي الواسطة بينه وبينها
وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذ العلوم
والمعارف بواسطة روحه فكما ان النبي ترجمان
الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك
روحه صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح
والواسطة بينه وبينها وفي قوله عز من قائل فكيف اذا جئنا من
كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة
الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء
وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت
المعجزات وبنيت على لسانها المعارف والاحكام
واسطة بين الحق وخلقه وسبب لقربهم منه تعالى

اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں
جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ باواقعیہ جانتا ہے
علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے
اور انہیں سے ہے یہ کہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے بعض تدبیر
کلی کے پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ
برکات کا **شعر** ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما كتمه احظى لديه واجمل
یعنے اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں کیجاتیں اور میرے نزدیک اسکا
چھپانا بہت خوب ہے اچھا **تحقیق** بیان میں قول سید عبد السلام
بن بشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللهم اجعل الحجاب حياة
روحي وروحه سر حقيقتي وحقيقته جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتہی
حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت
کرتا ہے اسپر ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابك الاعظم القائم
لك بين يديك جسکا پہلے بیان ہوا اور تعبیر ذات نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت
آنحضرت علیہ الصلوة والسلام کی اول مخلوقات اور اعظم ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور
اس سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہے اسواسطے کہ انبیا کی ارواح نے
اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے روح مبارک کے پس جسطرح نبی
ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسیطرح
روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے
اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے فكيف اذا جئنا
من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارہ ہے طرف اس معنی کے
بنابریں کہ هؤلاء اشارہ ہے طرف شہداء کے اور انکی صورت ظاہرہ

اما بینا ان لہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث نشآت کلیۃ وفی
ثلثۃ اصناف من التوسط بحسب تلک النشآت فاولها
مرتبۃ تسمی عند الطائفۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ وہی
تعین کلی فی الخارج لاحکام الاسماء الکلیۃ وثانیہا
مرتبۃ عندهم بالروح المحمدی وہی التعین المحاذی
للحقیقۃ المحمدیۃ عند انفساد الانسان الکلی بمظاہرہ
وتقیداتہ وثالثہا النشاۃ الناسوتیۃ المنوطۃ بها
الکمالات الظاهرۃ بعد بعثتہ الی الخلق علی راس
اربعین سنۃ من عمرہ من اقامۃ الامۃ العوجاء وفتح
اعین عمی وآذان صم وقلوب غلف حتی یشهدوا
بالوحدانیۃ ویتهذبوا ویعلموا احکام اللہ المتعلقۃ
بافعال المکلفین وغیر ذلک من المعارف الجلیلۃ
واکمل الاولیاء من کان قلبہ خاتم الانبیاء صلی
اللہ علیہ وسلم فی تلک النشآت الثلث لکن الحقائق
الجزئیۃ المستعدۃ لکمالات المحبۃ والمحبوبیۃ فیهما
لا یتعین الا بعد انحیاز الانسان الکلی بحیالہ فاول
تعینها فی الخارج مضاهی ومسامت للتعین الروحی
من الحقائق الکلیۃ فلا یظهر علی الحقیقۃ المحمدیۃ
الواصل الی الحقائق الجزئیۃ الا عند تعینها وتکون
الجامعیۃ میراثا عنها وانعقاد الاستعدادات
هنا الی میراثا عن الروح المحمدی فیکون مرتبۃ العطایا واحد
واسرار وجودها مستعدۃ فاذا انتهی هذا فنقول
الشیخ قدس سرہ یتبهل الی ربہ تبارک وتعالی با
بلسان استعدادہ ان یجعلہ من ورثۃ سیدنا ومولانا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحسب النشآت الثلث و
کمالاتها المختصۃ بکل منها فعبر عن سوالہ بلفظ

اور اس صورت کی زبان سے بیان ہوئے معارف اور احکام
واسطہ ہے درمیان حق کے اور اسکی مخلوق کے اور سبب ہے مخلوق کے
قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کے ہین توسط موافق
تین نشأت کے تو اول وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتی ہے
اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج مین واسطے احکام اسماء کلیہ کے
اور دوسرا ایمن سے مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ
تعین محاذی ہی حقیقت محمدیہ کو وقت منفرد ہونے انسان کلی کیطرف
اپنے مظاہر اور تقیدات کی اور تیسرا ان مین نشاۃ ناسوتیہ ہی جس سے
وابستہ ہین کمالات ظاہری بعد بھیجے جانیکے خلقت کیطرف جب عمر
مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہونکو راہ پر لاتے اور اندھونکو
بینائی اور بہرونکو کان اور دلونکو ہدایت بخشنے کیواسطے
تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دین اور تہذیب پائین
اور جانین اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اسکے سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیا
صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینون عالم مین لیکن حقائق
جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور جو ان دو
کے مانند ہین نہین متعین ہوتی مگر بعد حیز اختیار کرنے
انسان کلی کے اسکے مقابل ہین پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا
خارج مین مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کے جو حقایق کلیہ سے
ہے پس نہین ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہے طرف
حقائق جزئیہ کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث
حقیقت محمدیہ کی اور منعقد ہونا استعداد کا یہان باعتبار
میراث روح محمدیہ سے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے
وجود کے مستعد جب یہ بات بیان ہو لی تو اب ہم کہتے ہین کہ شیخ
قدس سرہ تضرع وزاری کرتا ہے رب تبارک و تعالیٰ سے بزبان

من الکمالات الناسوتیة وبقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حیوة روحی اعنی بها الروح المنفوخة
فی البدن المدبرة له المریدة للحس والحرکة وهی فی
الافراد والجزئیة المستعدة للکمالات الجزئیة التی
اشرنا الیها بازاء الصورة الناسوتیة فی الافراد
الکلیة المستعدة للکمالات الجمعیة ولا یخفی حسن
تشبیه المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم
الی روح هذا المستفید بالحیوة التی هی کمال اول للروح
وعبر عن سواله ومیراثه من الکمالات الروحیة بقوله
ورحسر حقیقی وذلك لان الحقایق الجزئیة انما
تتشاء من حیث تعین الارواح الکلیة ولا یخفی ما
فی التعبیر عن المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم
الی حقیقة هذا المستفید بالسر الذی یفهم منه
الخفاء والمصدریة للاثار والکمالات وتعین
الاستعدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من
الحسن والبراعة وعبر عنه سواله ومیراثه بحسب
الکمالات التی ورثتها الحقیقة المحمدیة وان لم تظهر
الا فیما دون تلك المرتبة بقوله وحقیقة جامع عوالم
وذلك لان الاکملیة بهذا الوجه تلازم ظهور
دقائق کثیرة بازاء النشآت الخارجیة کل رقیقة
اجمال نشاة ومعرفة احوالها فالمدد الواصل منه
صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الی حقیقة
المستفید صورة جمع العوالم بهذا المعنی اجعل
ذلك کذلك بتحقیقك والتحقیق جعل الشیء متحققا فی
الخارج والمراد منه الفیض المقدس ولا یخفی ما فی
وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقیق

ایک میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ
سے ساتھ قول کے ساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اس سے روح ہے جو بدن میں پھونکی گئی ہے جو بدن کی مدبر ہے
اور اسکی حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ
میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے
بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے
ہے اور کچھ چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اُس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات
کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا سُننے
اپنے سوال سے میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے
ساتھ اس قول کے کہ ورحسر حقیقی اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ
بیشک ظہور کرتے ہیں اس جا سے کہ جہاں متعین ہوتی ہے
ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہیں وہ شے کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو
واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے
ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار
و کمالات اور تعیین استعدادات مستمر و دائم نمط واحد پر حسن و براعت سے ہے
اور تعبیر کیا اُس سے سوال اسکا میراث اسکی موافق اُن کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اُس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقت جامع
عوالم اور یہ امر اس لیئے ہے کہ اکملیت ساتھ اُس وجہ کے لازم ہوئی ہے
ظہور رقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشآت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے
ایک نشاۃ کا اور اُسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اُس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شے کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر سے مکان مضمر میں

صادرة منه من جهة كونه حقا وتحققا بذاته محققا
لغيره واوائل الاشياء فانه وجود الموجودات و
ماهية الماهيات **تحقيق** للعارف وصول الى
الذات ووصول الى الاسماء و التجليات سواء قلنا
بان الوصول الى الذات علمه بها وادراك لها
اولا و مايوهم خلاف ما ذكرنا من كلام المحققين
فى هذه المسئلة فمعناه نفى العلم و الاحاطة لانفس
الوصول و تفصيله ان السالك اذا وصل الى الحقيقة
التى يعبر عنها بانا وجودها عما دونها وقع له التفات
الى التحقق والتقرر والوجود واصل ذلك كله الوجود
المطلق وله تنزلات شتى و ملابس كثيرة فيعرف
فى ضمن هذا الالتفات كل تنزل و لبسة لحجابة
ذلك التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا يرجع متصاعدا
حتى يدرك الحقيقة التى لا حقيقة وراءها بل الحقيقة
بعينها فهنالك وصول وليس هنالك علم الا بانا ولا ادراك
الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين
التلمسانى مشيرا الى هذه النكتة **شعر** دعوا منكرى
فوزى بها يتقطروا ❊ يحق لها يتك القلوب انفطارها
وماذا على من صار خالا لخدها ❊ اغار ابوها ام تنبه جارها ❊ فالكمل يتحقق لهم الوصول الى
الذات بالفعل وكذلك بالوصول الاسماء والتجليات
فناء وبقاء و تحقق لا يجوز ان يكون لهم حالة
منتظرة فى ذلك نعم بعد ذلك احكام خاصة
بكل نشاة من النشآت يعتورها الانسان مرة بعد
مرة وكان تحدا حاط بها اجمالا فى حياتى الوصلين

کا اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے
بسبب اسکے ہونیکے حق یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اوّل اشیا پس بیشک وہ وجود الموجودات و ماہیت
الماہیات ہے **تحقیق** عارف کو ذات اور اسما و تجلیات
تک پہنچنا برابر ہے اسکے جو کہا ہمنے کہ وصول الی الذات علم ذات
اور اسکا ادراک ہے یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف
محققین کے کلام سے اس مسئلہ میں تو اسکے معنی ہیں نفی علم کی
اور احاطہ کی نہ نفی وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک
کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت
انا ہے اور وہ حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے ماسوا سے تو واقع ہوتی ہے
اس سے التفات طرف تحقق و تقرر و وجود کے اور اس سب کی اصل
وجود مطلق ہے اور اسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں
کثیر پس پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن میں ہر تنزل و ہر
لباس کے ساتھ جامہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہیں ادراک
ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے
اور اسیطرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہے
اس حقیقت کو کہ اسکے پرے کوئی اور حقیقت نہیں ہے سوا اس
حقیقت کے بعینہا پس ہاں وصول ہے اور علم نہیں وہاں مگر
انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ
عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ کرتے ہیں اس نکتہ
کیطرف **شعر** دعوا منکری فوزی بہا یتقطروا ❊ یحق لہا
یتک القلوب انفطارہا ❊ وماذا علی من صار خالا لخدہا ❊
اغار ابوہا ام تنبہ جارہا ❊ پس کاملوں کے واسطے وصول متحقق ہے طرف
ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات کے فنا و بقا
و تحققاً نہیں جائز یہ کہ ہو انکے واسطے حالت منتظرہ اس امر میں
ہاں اسکے بعد احکام خاص ہیں ہر نشاۃ کے نشآت میں سے کہ بدلتا ہی

وما بقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة
بهذا المعنی **تحقیق** اعلم ان الاول جل مجده
یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی بیانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان
العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول وهذه الاشیاء
هنالك موجودة بوجود الهی لا بوجود امکانی
لان کل شیء انما تحقق بتحقیق الواجب له وانما وجد
بایجاد الواجب ایاه فبازاء کل شیء کمال للواجب
واقتضاء وهذه الکمالات مبدء صدور هذه
الاشیاء وکنه حقائقها فکل کمال یقتضی شیأ بخصوصه
وکل شیء یحتاج الی کمال بخصوصه کان هذه الکمالات
والاشیاء امر واحد غیر ان هذه من لوازم الواجب
واعتباراته الذاتیة بمنزلة العلم والقدرة والحیاة
وتلك معلولات لصدورها منه وثانیهما الوجه التفصیلی
بیانه ان کل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا
یکون معلولا لا یمکن ان یتحقق ولیست حاجة
هذه المعلولات الیه تعالی مثل حاجة البناء الی
البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وایجاده لها
وتحقیقه ایاها هو کنه وجودها وتحققها لا غیر
وانما منشأ امتیاز الماهیات بعضها من بعض امتیاز
بعض انحاء الایجاد والتحقیق والتقویم من بعض
فهذا الارتباط اقوی من ارتباط الصورة بمحلها
یقتضی حضور الاشیاء لفاعلها فیعلم الاول تعالی
الاشیاء بتلك الاشیاء بصورها المرتسمة فی الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامکانی سواء

وصول ہوں ہیں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی
ترقیات کو انتہا نہیں اس معنی سے **تحقیق** اب جانا چاہئے
کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہوں سے ایک وجہ
تو اجمالی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات
کی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے اسواسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے
معلول کے علم کو اور یہ اشیاء وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی
کے اسلئے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے واجب کے تحقیق کے لئے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واجب کے واسطے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہیں انکے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شے کا بخصوصہ اور ہر شے محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب سے ہیں اور اعتبارات اسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے
اور دوسری جا نہیں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اسکا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اسکا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جبتک موجود ہیں
اور ایجاد واجب کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اسکا انکو کنہ ہے
انکے وجود کا اور انکے تحقق کا نہ کچھ اور حیرا این نسبت کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہی بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا
اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنے فاعل کے پس جانتا ہے
اول اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیا کے انکی صور مرتسمہ فی الواجب سے
اور یہ علم واجب کا واسطے انکے ساتھ انکے وجود امکانی کے ہے برابر ہے
اسمیں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ

ترقیات الکمال غیر متناهیة

فی ذلک المادیات والمجردات فالحق انہ لاحاجۃ الی توسیط الجواهر العقلیۃ المرتسمۃ فیها صور الاشیاء الا فی المفروضات التی لا تحقق لها الا فی فرض الفارض کانیاب الغول فتدبر الکلام حق التدبر

مشهد آخر اعلم ان الملل والمذاهب توصف بالحقیقۃ یقال ملۃ حقۃ ومذهب حق وینظر الناظر فی وصف احدهما بذلک الی مطابقۃ الواقع له فتاملنا حقیقۃ هذا الواقع الذی ان وافقہ الشیء کان حقا والا کان باطلا فوجدنا معنیین احدهما جلی والآخر دقیق بین حسن بعد ما انجلی فان یکون کل مسئلۃ من الاعتقادیات مطابقۃ لما علیہ المعتقد فی الخارج مثلا یحکم بان اللہ یسخط ویغضب ویکون الامر کذلک وبان الحشر الجسمانی کائن وهو کذلک وکل مسئلۃ مما یحکم فیها بوجوب وحرمۃ مطابقۃ لما علیہ الامر المنعقد فی الملاء الاعلی مثلا یحکم بان الصلوۃ واجبۃ ویکون فی الملاء الاعلی نازل مثالی من قضاء مضمونہ تحسین من تلبس بها وکونها مستلزمۃ ترقیۃ تشبثت بذیل نسمۃ فی الدنیا والآخرۃ وتکفیر هیآت ظلمانیۃ عن نسمۃ حاصلۃ من قبل الاستغراق فی الاحکام البهیمیۃ کما یستلزم اکل الزنجبیل تسخین البدن وازالۃ البرودۃ عنہ فهذا النازل هنالک مطابق الحکم بوجوبها وکل مسئلۃ فیها توقیت او تحدید مطابقۃ لقواعد الملۃ کتوقیت الصلوۃ بالاوقات الخمس وتحدید الزکوۃ بمائتی درهم وبالحول یکون بحیث یثبت بین الاصل وبین هذه الاشیاء وجود تشبیهی

حاجت نہین وسط مین لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہین اشیار کی صور تو نہین مگر مفروضات ہین جو متحقق نہین ہوتے مگر فرض کرنے والے کے نزدیک ہین جیسے دیو کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اُسکے غور کرنے کا۔

مشہد آخر جاننا چاہیئے کہ ملتین اور مذاہب وصف کی جاتی ہین ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہین کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف مین ایک اُن دونون کے پس ہمنے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہووے اوسکے شئے کے تو حق ہی اور نہین تو باطل تو ہمنے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق جو باریک کہ بعد مین معلوم ہونگے تو ظاہر اما روشن تو یہ نہین کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اُس شئے کے جسپر اعتقاد کیا ہی خارج ہین مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے امر یونہین اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہی اور یہ یونہین ہی اور جو مسئلہ ہووے کہ اسمین حکم وجوب و حرمت و حریت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جسپر منعقد ہی امر ملاء اعلےٰ مین مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہووے بیچ ملاء اعلےٰ کے نازل مثالی ادائے مضمون اُسکی تحسین اس شخص کو جو متلبس ہو اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو انسانی ترقی کا چنگل مارنے سے اسکے دامن نسمہ مین بیچ دنیا و آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ مین جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہان مطابق ہے واسطے علم اسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمین توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دو سو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان

فی مدارك الملاء الاعلی فیکون هذا ذاك وذاك
هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قبل
انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون
احكامه مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه
وسلم في نفس الامر لما كان عليه القرون المشهود
لها بالخير وان كانت لمسئلة لا نص فيها ولا رواية
فحقيقتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب
الظن بان النبي صلى الله عليه وسلم لو تكلم في المسئلة
لما نطق بغير هذا القول وان يكون في جلاء الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لا يرتاب فيه المحيط باساليب الكلام
ومقاصد الشارع في شرع الاحكام فهذا معنى
حقيقة المذاهب واما الدقيق الذي يرى من بعد
فان يكون الحق علم جمع شمل امة من الامم ان يلهم
مصطفى من عباده باقامة ملة من الملل فيصير
خادما لارادة الحق منصبا لظهور تدبيره ووكرا
لفيض مدده الغيبي فيقال فيه من اطاع هذا العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فصار
الرضى مقصورا في موافقة هذا التدبير والسخط
في مخالفته ومنافاته واذا كان كذلك صار احكام
الملة جميعا حقة والمنظور في وصفها بالحقية
حينئذ ظهور التدبير الالهي في هذا النتيج لا غير
وكذلك المذهب بما يكون العناية المتوجهة
الى حفظ ملة حقة متوجهة بحسب معدات
الى حفظ مذهب خاص بان يكون حفظة
المذهب يومئذ هم القائمين بالذب عن الملة
او يكون شعارهم في قطر من الاقطار هو افتراق

مدارک ملاء اعلیٰ ہین تو یہ وہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے
پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائیگا کہ ملت حقہ ہی اور اسی
طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہین کہ ہوئے احکام اسکے
واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر
مین اور مطابق ہون واسطے اس چیز کے اوسپر ہین جو قرون جنکے
واسطے شہادت ہی خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جسمین نہ نص ہو اور نہ
روایت تو اسکی حقیقت محتاج قرائن کی ہی جو مورث ہون غالب ظن کے ساتھ
اسطرح کی کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ مین تو یہی فرماتے
اور یہ وجہ اسکے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرع احکام
کے پس یہ معنی ہین حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق و باریک
معنی ہین کہ بعد مین معلوم ہوتے ہین وہ یہ ہین کہ ہو اللہ کے
جانا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اسطرح سے
کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندون مین سے واسطے اقامت
کسی ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ حق کا اور منصب ہو
اسکے ظہور و تدبیر کا اور اشیان ہو اسکے فیض مدد غیبی کا جسکو کہا
جائے کہ جس نے اسکی اطاعت کی اس نے اللہ کی طاعت کی اور جس نے
اسکی نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور
غضب اسکی مخالفت اور منافات پر اور جب امر اسطرح ہو تو ہونگے
احکام ملت کے سب حق اور سوا اسکے حق کہنے مین منظور
ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ اس جسم و قالب کے
نہ سوا اس کے اور اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر
اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت
حقہ کی متوجہ بحسب معدات کے طرف حفظ مذہب
خاص کے اسطرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتی
ہین قائم واسطے برائی دور کرنیکے یا انکا شعار ہوتا ہے

بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیہ فی الملاء الاعلیٰ والسافل بان حلۃ ھے ھذا المذھب	اطراف کے کسیطرف بین فارق درمیان حق و باطل کے تو توقف منعقد ہوتا وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ مین یا ملاء سافل مین ساتھ اسطرح کے کہ ملت یہی مذہب ہے

تمت

دیگر تصنیفات خاندان ولی اللّٰہی جو مشتہرسے ملسکتی ہین اور جنکا حق طبع فقیر کی ملکیت ہے کوئی تاجر کتب یا صاحب مطبع بلا اجازت تحریری کتب ذیل کے چھاپنے کے مجاز نہین تھوڑے لکھے کو زیادہ تصور فرمائین اور بیجا فائدہ کے نقصان نہ اٹھائین ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون فقیر سے طلب فرمائین تاجران کتب کے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی **فقیر** سید عبد الغنی جعفری ولی اللّٰہی نواسہ و جانشین حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و نواسہ و سجادہ نشین حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ صاحب شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ و مالک مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی ـ دہلی کلان محل

تصانیف حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ مورث اعلیٰ

- انفاس رحیمیہ فارسی — ۴ر
- ارشاد رحیمیہ فارسی — ۴ر

تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

- انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم — ۱۲ر
- الطاف القدس فارسی معہ ترجمہ اردو — ۸ر
- اچھا عقیدہ معہ اصل عربی حسن العقیدہ — ۱ر
- تاویل الاحادیث عربی معہ ترجمہ اردو — ۸ر
- تفہیمات الٰہیہ عربی و فارسی — ۶ر
- در الثمین فی مبشرات نبی الامین مترجم — ۱ر
- سطعات معہ جزء اللطیف فارسی — ۲ر
- مجموعہ ارشاد علی انعم الاسناد عربی — ۴ر
- فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو — ۳ر
- وصیت نامہ معہ شرح قاضی صاحب — ۲ر
- خمسہ رسائل انسان العین وغیرہ — ۴ر
- فیوض الحرمین معہ ترجمہ سعادت الکونین — ۱۲ر
- ہوامع شرح حزب البحر فارسی — ۴ر
- ہوامع شرح حزب البحر اردو — ۴ر
- اسرار المکتوم فی اسباب تدوین العلوم — ۲ر

تصانیف حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت شاہ صاحب ممدوح رح

- تکملہ ہندی فارسی در علم طب — ۴ر
- تکملہ ہندی اردو در علم طب — ۴ر

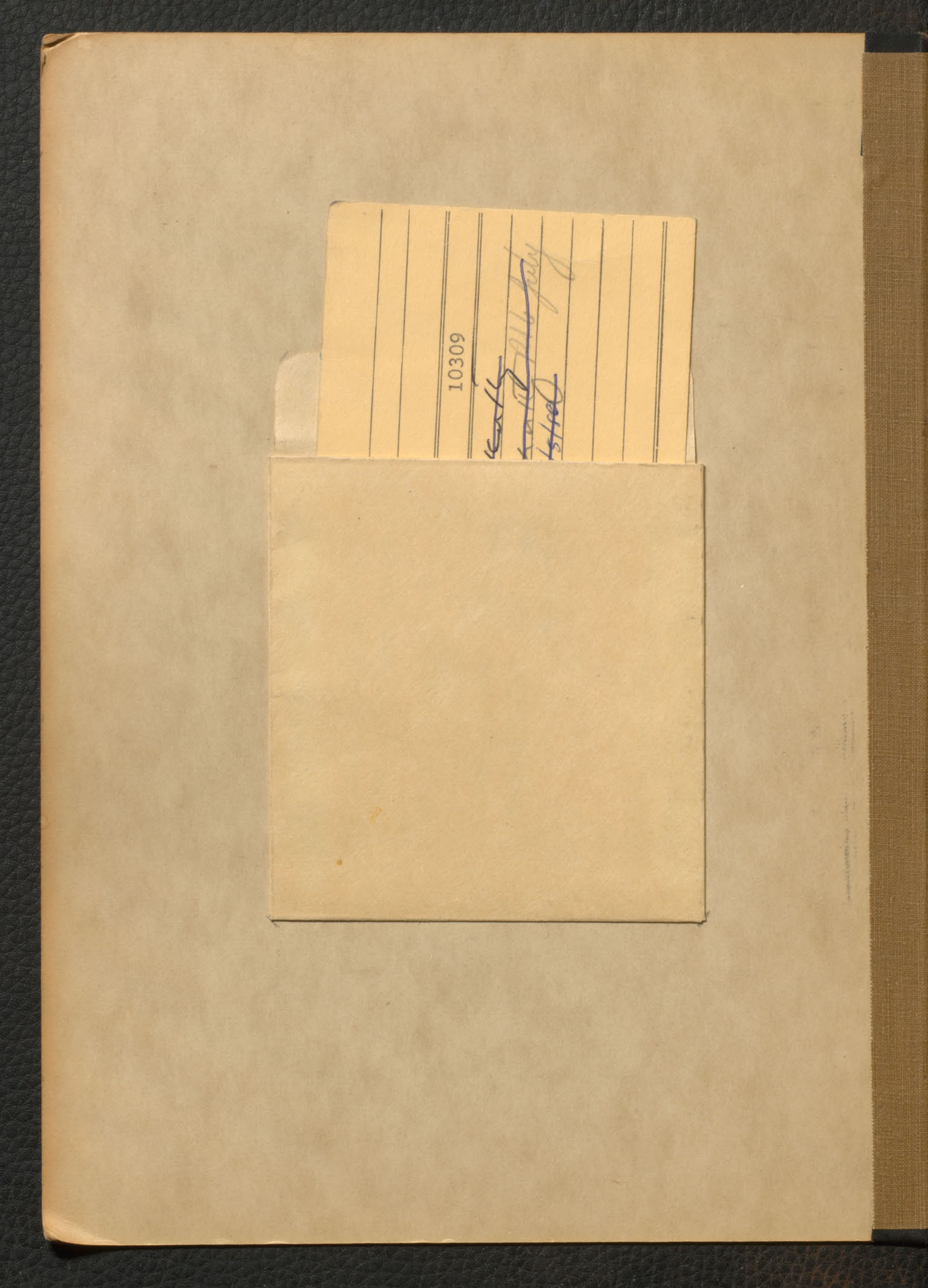
تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

- عزیز الاقتباس فی فضائل
- اخیار الناس فارسی معہ ترجمہ اردو و مضمون — ۰۳ر
- خلفائے اربعہ اور اہلبیت کے فضائل — ۳ر
- عجالہ نافعہ در اصول حدیث — ۲ر
- تحقیق الرؤیا مترجم — ۴ر
- عملیات مجربہ خاندان عزیزیہ — ۸ر
- کرامات عزیزی ہر سہ حصہ اردو — ۶ر
- میزان العقائد عربی محشی — ۶ر
- مجموعہ خمسہ رسائل اردو — ۴ر

کتب مطبوعہ غیر جو فرمائیش پر ہمسے بھی ملسکتی ہین بذریعہ وی پی کا طلب فرمائین

- الضاف معہ ترجمہ کشاف — ۱۰ر
- شرح رباعیتین — ۳ر
- قصیدۃ الحبیب النغم فی مدح — ۴ر
- قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین فارسی — ۱۲ر
- بستان المحدثین فارسی — ۸ر
- سر الشہادتین معہ ترجمہ اردو — ۲ر
- تحفہ اثنا عشریہ فارسی سے ایضاً اردو — للعہ

فرمائشین اور خط و کتابت بنام **سید عبد الغنی جعفری سجادہ نشین خانقاہ کلیمی کلان محل دہلی**


10309